

شوگر جاوٹاں



نے یہ منظر تو ہمیں دیکھا پر سب اپنی اپنی سرگرمیاں میں مگن تھے وہ پتھر سے انری اور زویا لور دانیہ۔
پاس دلی آئی۔
”تھینک یو“ میں یہی چاہتا تھا کہ سب کے ساتھ
”سولونو“۔

اپنے پیچھے اس نے اشعر کی شریر اور پر جوش آواز
سنی اپنی کلائی پر سین کو ان دیکھی سی شدت اور پیش
محسوس ہو رہی تھی شام ڈھلے وہ ایک سی فضا
رہنمائی میں چلے آئے وہیں اشعر کا دست اس۔

اسے مل گیا تو باتوں باتوں میں بوقت گزرنے کا احساس
نکسہ ہوا مغرب کی آذان کے بعد وہ گھر پہنچے۔
زہرا بیگم کا حکم تھا کہ سمن کو سمندر کی میر کرالیا
ان سب کو تو تو تنگ کا بہانا چاہیے تھا، صبح کے نکال
لب آئے تھے پکڑے تبدیل کر کے سمن زہرا بیگم کے
ہینڈ روم میں آئی۔

”تھو۔ تھو۔ میرے پاس بیٹھو۔“ وہ محبت سے
مسکرائیں اور اسے اپنے ساتھ بٹھایا وہ آج کی یہ
کے بارے میں پوچھ رہی تھیں اور اوجھڑی چند باتیں
کرنے کے بعد سمن ہینڈ روم میں آئی، سمن سے اس
کا برا حال ہو رہا تھا، اشعر ابھی لیوی ملاؤں میں تھا اس
نے جلدی جلدی ڈبل بیلے سے تکیہ لور چادر اٹھائی
کاپیٹ پر تکیہ رکھ کر لیٹ گئی، ”آٹھیں بند کرنا۔“
نیند کی دیوی کو بلائے گئی ذہن نہ جانے کیوں اشعر
سمندر پر کی جانے والی جرات پر اچھ گیا، ”بے اختیار اس
نے دوائیں کانی بردھیرے سے ہاتھ پھیرا جہاں اس کی
گستاخی کا پس ابھی بھی تازہ لگ رہا تھا۔

سمن کھوئی کھوئی نظروں سے پانی میں شور مچاتی
زویا دانیہ اور سمن کو دیکھ رہی تھی لڑکے بھی پانی میں
میں شرابور الہکامیاں کر رہے تھے ”اشعر نے عامر کو
اٹھا کر پانی میں پھینک دیا تھا اور اب عامر اسے قابو میں
کیے اس کے سینے پر بیٹھا گد گدیاں کر رہا تھا اور اشعر
لوٹ پوٹ ہو رہا تھا غازی اور فیصل دونوں کی کشمکش
دیکھ رہے تھے بلکہ حسب توقع عامر کی مدد بھی کر رہے
تھے نہ ریت جھاڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی لور پاس پڑے پتھر
پر بیٹھ گئی۔ اشعر نے تینوں کا کھیرا لہو دیا تھا۔

”تم سے تو میں نبٹ لوں گا۔“ اس نے منہ پر ہاتھ
پھیرتے ہوئے دھمکی دی کچھ بعید نہیں تھا کہ وہ ابھی
اپنا کہا لور اگر گزرتا ہر شکر کہ وہ سمن کی طرف بڑھ گیا۔
”کیوں؟“ اس نے مرغی چوری ہو گئی ہے یا مل؟ اگر
دل چوری ہوا ہے تو فکر مت کرو میرے پاس ہے لے
لیتا پر مرغی میرے پاس نہیں ہے۔“ وہ بڑے سنجیدہ
لہجے میں بولا وہ خاموش رہی۔

”وہ کھو پوچھ چپ چپ نہیں رہا کرو سولونو خوشیاں
مناؤ آؤ آؤ آل میرے جیسا جند سم لڑکا کس کا کو ملا
ہے۔“ اس
سے اسے دیکھ رہی۔

”سمن یہ تمہارے باز پر کیا رنگ رہا ہے۔“ اشعر
نے اس کی ہنسی کلائی پکڑ لی۔

”کس کس کا؟“ وہ بری طرح خوفزدہ ہو گئی۔
”یہاں“ اشعر نے لور کو حرد دیکھا اور جھٹ اپنے لب
اس کی کلائی پر رکھ کر سمن کی طرف دیکھی وہ کلائی کی تیزی
سے ایک دم پیچھے ہٹ گئی لور کو حرد دیکھا نظر دوڑائی کہ کسی

وہم کیا کریں۔ وہ بے بسی سے خود کلامی کرتے
 ہوئے بڑبڑاتی۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر سمن نے چادر
 منہ تک لے لی، اشعر بڑے خوشگوار میوڑ میں جارج
 مائیکل کا لٹرم گنگناٹے ہوا اندر داخل ہوا اور لائٹ آن
 کی گمراہ ایک دم تیز روشنی میں نہا گیا لیٹے لیٹے وہ
 کسمپاسی سے اشعر نے رستہ داچ اتار کر ٹیبل پر رکھی
 جوتوں سے پاؤں آزاد کیے اور واش روم میں نہانے
 لگس گیا، چند منٹ بعد تو لے سے کیلے بالوں کو رگڑتا
 وہ برآمد ہوا اور معمول کے مطابق بالوں میں برش

پھیرا، سمن نے گرمی کی بوجھ سے چادر چہرے سے سرکا
 دی اور آنکھ کی جھری سے اسے دیکھنے لگی، بالوں کا
 خوبصورت جدید اسٹائل اور چوڑے مضبوط شانے
 پیچھے سے نظر آ رہے تھے، اشعر پلٹا تو اس نے آنکھیں
 اور بھی مضبوط کی سے بند کر لیں، اسے ایسے لگا کہ وہ
 جیسے اسے دیکھ رہا ہے، فوراً اس نے کمرٹ بدل کر
 اس کی طرف سے پشت کر لی۔
 ”وہ مانی گاڈ کیسی سنگدل لڑکی میری قسمت میں
 لکھی ہے۔“

عالمی، سمن کی طرف سے اب انہیں کھلی فکر تھی۔

ہمیشہ شکایتیں نہیں کر رہی ہوں، اسے ساتھ مجھے نہیں
 بھوکا مارنے کا پروگرام ہے۔ تو اس کی طرف تھک کر
 دھیرے سے بولا، سن اچانک اٹھ کھڑی ہوئی اور
 عیڑی سے ڈانٹا کہ یہاں عید گزرتی ہے تو یہ غلام ہے
 کالج کے لیے تیار کھڑی ہو، اب اس طرح امریکا
 امریکا کا حق تو یہاں کرنی تھوڑی سی ہے، دھڑلے
 ڈوہے تھوڑی سی ہے، کچھ کھٹے محفوظ رکھ سکتی تھیں۔

+++

اللہ میں ایک ہنگامہ تھا، امیرم شعر فیضی، عازم
عازمی، عسکری، وانی، دیو، سب کرکٹ کھیل رہے تھے وہ
بھی ابھی کلج سے نکلے تھے۔

”چھینٹا“ کچ کوئی بھی پوندہ رشی لود اٹھس نہیں سہا
 ہے۔ ”سمن“ لے مل میں سوا لود یک رکھ کر نہایت
 جلی کی ڈھراچم لود لکی لاس بھی گھر میں نہیں
 دولوں ولید افراسپ کے پوتے کے عظیم شہر کی
 ہوئی تھیں۔ ”من“ بوانی سی ہوئی اس نے کھانا بھی
 نہیں کھایا، جہاڑی ساہو ڈل بیڈ پر لیجئے ہی اس کی
 آنکھیں بند ہونے لگیں ورنہ رات کو بچے سوئے
 ہوئے دستہ شرسید رہتی تھی۔

ابن ہار میں کہیں کھیلنا بہت مری لگ رہی ہے۔
 ۲۱ بھی گیم ختم نہیں ہوا شرافت سے کھیلے۔
 سب ایک لڑائی ہو کر چلے۔

”میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں“ تم سب شوق سے کہیںو۔ ”ماتھ پر اس نے قدم آگے بڑھائے۔“

”سے ایمان“ ہے ایمان۔ ”پر یہ نظر انداز کرنا“
 یوں بھی سنی گھنٹے سے دھوپ میں کھیل کھیل کر رہا
 ہو گیا تھا۔

امیر کا ماحول بدلتا اور خوشگوار تھا، وہ جانتے ہی

اشعر و میرے سے پیہ پایا اور لائٹ تک کر کے
تائٹ بلب چلا دیا۔

سمن کا آنکھ صبح معجولہ کے مطابق کھلی، وٹسو کر کے وہ چائے نماز پڑھ کر لی ہوئی اور خوش ہو حضور سے نماز شروع کی، اشعر ایسر ساتھ کر لے چلا گیا تھا۔ سمن کا صاف ہو کر سمن میں انکی سب کی پسند کا ناشامین رہا تھا، رطیبہ لے اے گرم گرم چائے کا کوب پکڑ لیا جو وہ یونہی چھالے چھالے لان میں نکل آئی، صبح پوری خوبصورتی کے ساتھ طلوع ہو رہی تھی چائے کے ساتھ ساتھ وہ اس خوبصورت منظر کو بھی دل میں اکھڑا کر لیا۔

دانیال کو خود نشی کے لیے تیار ہو رہی تھی اور دنیا کو
 بھی اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی جو کسٹنڈی سے
 ابھی تک بستر میں تھکی ہوئی تھی اٹنے میں امیر کا فون
 آیا کہ وہ بھی ابھی آ رہی ہے، میں صاف بھدو واقعی
 آئی، زہرا نیلم نے لواسی کو اکیلے آنے پر اٹھا کر وہ
 مسکرا کر ان کے گلے سے لگ گئی، رضیہ کو راضی شرف
 ناشتے کے لوازمات بھل کر چارہ پئے تھے، کوئی دیکھتے
 ہی امیر کے چہرے پر سچاؤ آ گیا سن نے پہنچی تھی،
 سلام کیا وہ غور سے کندھے جھک کر رہ گئی، اشعر
 بھی تھا وحو کر کچکا تھا اور امیر کے ساتھ اس کی بھی نہ
 ختم ہونے والی باتیں شروع ہو گئی تھیں، سب بچتے
 بولتے خوش دلی سے ناشتا کر رہے تھے، صرف ایک
 کسٹنڈی تھی جو پوائنٹل اٹھنے کا کلا کلٹنے میں
 مصنائے بے دلی سے بیٹھی ہوئی تھی، سب مگر جیسے
 کسی کی توجہ اس کی طرف نہیں تھی، بچتے بچتے اشعر کی
 نظر اس پر پڑی، کرپٹا جھکائے کٹا پیٹ میں مایوس
 سن کسی اور ہی جہان میں کھٹی ہوئی تھی، اس کے
 ساتھ والی کرسی پر سولی بیٹھی ہوئی تھی اشعر نے اسے
 انجی سیٹ پر آنے کا اشارہ کیا اور پلانچن چال کیے ساتھ
 کر اس کی کرسی پر آئی۔

”مستحق آرام سے ناشتا کرو۔“ دہرا بیگم نے لونا
 اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر سمن کے برابر بیٹھ چکا تھا،
 اس نے بتائی سی نظر ابلے والی جبکہ لیفل اور غالی
 کھانسی کر رہے تھے۔ دہرا بیگم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ

”میں نے ادوی جان خیر سے ملو ہے۔“ ایک دم وہ پریشان ہو گئی۔

”ہاں بیٹا سب ٹھیک ہے ہم چائے پر تمہارا انتظار کر رہے تھے۔“ بھونٹی ٹائی نے اس کی تشویش مٹھ کر لی۔

”ابھی بھی اوپر آجائیں ہمارے ساتھ۔“ غازی نے اسے پکار لیا۔

”میں میرا ایک کمان گینا سب جگہ دیکھ لیا ہے۔“ صرف تھیں یہ تھا کہ میں نے ایک کمان رکھ لیا۔“ لڑکے کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں اور وہ سلی کو مٹھوٹ مٹھوٹ سے دیکھ رہی تھی۔

”مجھے کیا ہے۔“ عامر لور فیصل خود کو لالچ رہنے کی بھرپور کوشش کر رہے تھے اس لیے وہ لالچ کی طرف متوجہ ہو گئی عامر کی چیز پر گئی کریم نے اسے مجرم ثابت کر دیا تھا جس بھر گیا تھا لڑکا نے کھل مٹی میں جگہ لے کر دوڑا کر لے لگا اشعر اور فیصل کے باہر بھی جمع ہو گئے وہ اس کے پاس چھوڑ کر ان کی طرف مڑی پر وہ کہاں اس کے ہاتھ تلے والے تھے دینا کو دینا میں جب وہ دوڑا تھا کہ وہ لور دوسرے رہنے لگی عامر کہاں اس کی آنکھوں میں آنسو برسات کر رہا تھا۔

”پلے لڑکا آئی ایم سواری مجھ سے ایک کے پیسے لو۔“ وہ لکھنوں کے بل اس کے پاس بیٹھ گیا لڑکا سسکیں میں شدت آئی۔

”تم تینوں نے ایک کھلایا ہے تینوں پیسے دے کر سب کو اس کریم کھاؤ۔“ اس نے خاصا مٹھا مطالبہ کیا تھا جو فیصل کو ایک آنکھ میں بھایا اس نے دس روپے نکال کر لڑکا کے ہاتھ پر رکھے۔

”تمہارے سڑے ہوئے ٹیکسی یہ قیمت ہے۔“ اشعر نے مکاتبات۔

”اسے ظالم اپنا ہتھوڑے جیسا ہاتھ روک لے۔“

عامر نے فیصل کو سنبھالتے ہوئے اسے گھورا اشعر دو دو لچہ مشربا کستان راج کا تھا وہ لالہ کست کر تھا بانٹی صے سے ہٹ کر اس نے گھر میں کلب تعمیر

ہو سرائی کے ٹرو لیپ وہ بے خبر سواری تھی نیوٹے ہوئے وہ پوری دلہا لگ رہی تھی بچہ تو سواری تھی پر دیکھنے والے کے ہوش اڑا رہی تھی وہ اسے دھوئی سے کروٹ بدل کر دیکھے گیا کیسی کیسی دھوئی لور باطیان خواہشیں اس کے اہم تر تھیں لکھن سروس جذبے بھگوت ہے آلودہ ہو گئے تو وہ گھبرا کر ہر گھل آیا وہ سب اسی طرح پھیل رہے تھے۔

”میں ابھی آ رہا ہوں۔“ اس نے ابھر کو مطلع کیا اور خود پانی بنے چلا گیا فریج سے پانی کی بوتل نکالتے ہوئے اس کی نظر عمل کے نیچے پڑی تو اسی بھوت گئی فیصل اور عامر دونوں چھپنے کی تاہم کوششیں کر رہے تھے اس نے نیچے جھک کر دیکھا تو سب جان گیا دونوں لڑکا کہتا ہے مجھے یہ ہاتھ صاف کر رہے تھے۔

”میرا حصہ بھی دو ورنہ ابھی لڑکا کو پتلاں گا۔“ اشعر نے دھمکی دی۔

”تو پارلر ہاٹ کر کھاتے ہیں۔“ فیصل کو ناچار اسے بھی شریک کرنا پڑا ”پارلر لہلہ ایک دوا بھی بہت مزیدار تھا“ مندر میں کھم ہو گیا اشعر نے چپے سے ہاتھوں پر لگی ایک کریم عامر کا پیپر ریش چیز سے صاف کی اور ٹیک کی باتیات بدلنے سے چھل رہے ہوئے اس کی شرٹ پر لڑی۔

”من دو دھاتی مجھے بعد سو کر اٹھی تو خاصی قریش تھی پتلا پاؤں میں ذاتی دبا ہر گھل آئی۔“

”کب کو پڑی لکھن یاد تو رہی ہیں۔“ وحید نے آکر کہا تو من نے کپڑوں پر تھوڑا ڈالی۔

”ہوں ٹھیک ہیں“ اس باتوں میں برش کر لیتے ہیں۔“

زہرا تیم لور چھوٹی ٹائی اس کی ساس کو اس کا یوں سلام دینا باکس پسند نہیں تھا ”کچھ باکس کی من نے کس کر خیر پتلا آنکھوں میں ہلکا سا کھل بھی لگا لیا لور اپنے نہیں مطمئن ہوئی۔“

”اسلام ٹھیک ہے۔“ اس نے اپنی مخصوص دھیمی آواز میں کھپکھپایا۔

”وہ ٹیکس اسام میں انکار کر رہی تھی کہ کب اٹھتی ہو۔“ ہر ایک کھپکھپایا۔

میگزین اٹھایا وہ عرصے سے کھل میں گھسا میگزین
بڑھ رہا تھا کافی دیر سمن کو نظر انداز کرنا رہا پر کھانا
تک آخر اسے پکار بیٹھا۔

”پلیز سمن یہاں آجیو۔“ اس نے بیڑ پر جھکے ہوئے
”سمن“ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اس نے دم سروس کو ہون
کر کے ایک لور کھل لانے کے لیے کہا چند منٹ بعد
وہ اُسے پر دستک ہوئی۔

”کسی کم لن۔“ اشعر بولا ہوئی کا لامر کھل
اٹھائے کھڑا تھا اس نے چور قطروں سے کمرے کا
جائزہ لیا لور کھل رک کر حڑا۔

”سمن کیا بیگم صاحبہ سے لڑائی ہوئی ہے؟“ وہ پڑا
شخص ہو رہا تھا اشعر نے حیرتوں سے اسے گھورتا رہا
کھسا کر فوراً ”ہاں پر کھل گیا“ اشعر نے میگزین رکھ دیا لور
چلا ہوا اس کے پاس آیا ”سمن“ نے جھکی ہوئی
اٹھا اسے مقابلہ اشعر تھا۔

”کیا ہوا ہے؟“ وہ بڑے ڈھکے بچے میں غائب
ہو۔

”جس میں ڈر لگ رہا ہے۔“ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔
”تو تو لور حرج و مرج۔“ اشعر نے حل پیش کیا۔
”نہیں۔ نہیں نہیں آپ سے ڈر لگ رہا ہے۔“
اس نے اصل وجہ بتائی۔

”مجھ سے؟“ اس نے اپنی طرف اشارہ کیا ”سمن“ کا
سر زور سے ہل رہا تھا۔

”جی ہاں سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔“
اس نے اس کا دل روپ سے ڈر جو ہم جھول کو کہتے ہیں
مجھور کر دیتا ہے۔“ اشعر کے معنی آخر صبر ہے اس کی
دھڑکنوں کو اٹھل چھل کر مٹے ”اس نے ٹھوکر کھائی
نظر میں اٹھا میرا اشعر اسے پڑے خوب سے دیکھ رہا تھا۔
”آپ سوچا میں کیسی؟“ وہ گھبرائی۔

”خیر کس کا فرو آئے گی۔“ اس نے الحوس سے
سہلایا۔

”اگر میں نہ سچا تو تم کیا کرو گی میرا؟“ اس کی تو ہوا
”تمہ“ اشعر کے تو بیل گئے تھے وہاں کراٹھ لڑائی
ہوئی۔

”آپ نے ہم سے وعدہ کیا تھا۔“ سمن کی آنکھیں

تھے عجب دھرا بیگم ایک لور سعادت سے لڑا لور عبت
کر لے والے پوتے پوتوں کو دیکھ کر کئی دہائی
سب مل جل کر محبت سے رہ رہے تھے ”اچھی روایات
کی بان بک رہا سدا رہی تھی۔“

”سمن کی کلج کی گرمیوں کی چٹیاں ہو چکی تھیں۔“
دھرا بیگم لور عبتی اشعر پر دھاؤ ڈل رہے تھے کہ وہ
سمن کو کہیں گھما لے پھرائے لے جائے شادی کو دہلا
ہو چکے تھے یہ وہ کہیں بھی نہیں گئے تھے ”ابھی یہ کرام
بن ہی رہا تھا کہ دایلی صاحب کا ایکسپلنٹ ہو گیا
سارا گھر بہت پریشان تھا ”پر شکر کہ انہیں لور عبت
نہیں پتہ تھا ”چور دھرا بیگم کی ڈاکٹر لے انہیں
ڈسچارج کر دیا تھا ”عبتی بیگم نے پھر کہا کہ ”دلیوں گھوم
پھر گوا اشعر سخت مشکل میں تھا یہ کہ جاننا تھا ”جملی
اسے بے قابو کر دے گی“ وہ اپنے ہی قول سے پھر جائے
گا ”سمن“ لور بھی جانا نہیں چاہتی تھی ”پر یوں کے
آگے ان دلیوں کی ایک شہینہ نہیں جانتی پڑا اشعر
لے شکی علاقہ جات کو چنا تھا سب سے پہلے وہ کلن
پہنچے سب سے اچھے ہوئی میں کرا لے لے کے بعد وہ تازہ
دم ہونے کے لیے قتل کر لے چلا گیا ”اچھی خاصی
سروئی تھی ”سمن کو اندازہ نہ تھا کہ یہاں ایسا ”دم
ہوگا“ کیونکہ ”سمن“ دیکھ رہے تھے ”سمن“ ہو چکا تھا ”اس کی
چٹیاں تقریباً ختم ہو لے والی تھیں ”کال دینا ہے“ بھی
ٹل ٹل میں گزار دیے تھے ”لور کا موسم تو ٹھیک
ٹھاک گرم تھا“ یہاں ”اچھی خاصی“ تھی ”لور کا کھد
کیا رہی تھی۔“

”قتل کے بعد اشعر نے کھانا کمرے میں ہی منگوایا۔“
”سمن نے چند نوالے ہی لے کر چل چلا تھا ”یوں کمرے
جائے ”اشعر نے لاکھ کہا ”یو ڈر باہر تک چلتے ہیں ”یہ وہ
دہائی دہائی تھا۔“

”موسم کا ایک میل گیا“ ”سمن“ گھر سے دلیوں کی لپسٹ
میں تھا ”دیکھتے ہو دیکھتے ہار ش شروع ہو گئی ”اشعر مزے
سے ”سمن“ کو ”لور“ دے رہے تھے ”دلت کرنی ہو رہی
تھی“ ”لور“ کرنی کر رہی تھی ”سمن“ ”سمن“ ”سمن“
کے پوچھ سے ”سمن“ ”سمن“ ”سمن“ ”سمن“ ”سمن“
”سمن“ ”سمن“ ”سمن“ ”سمن“ ”سمن“

ہم نے لکھیں۔
 "تو میں وعدہ کب توڑ رہا ہوں۔" وہ اٹھ کر بھاگا
 اپنی جگہ چلا گیا تو اس نے اطمینان کا سانس لیا۔

♥-♥-♥

سمن نے پریشان سی نظر کشی پر ڈیلا آٹھ بج چکے
 تھے مگر وہ ابھی تک نہیں تکی تھی سمن کی گئی تھی
 بجے سے پہلے آنے کی تاکید کی تھی "کنج آگیا کس کا
 بہت اہم میٹ تھا" اور وقت کی پابندی کے مقابلے
 میں وہ بہت سخت تھیں "لب تو آٹھ بیس ہو گئے تھے"
 وہیں کے گئے گاؤں چلا آئی تھی آٹھ شعر کے سوا تمام مو
 آگس ویو پور میں جا چکے تھے وہ بڑے ٹھٹ سے دس
 بجے کے قریب آگس جا آ تھا "سمن ڈانگ ہل میں
 چلی گئی آٹھ شعر کے سامنے اڈا پر کھلا ہوا تھا اور ہاتھ میں
 چائے کا کپ تھا "آٹھ شعر نے آٹھ پر سر اٹھا کر دیکھا
 سفید پونچھارم میں لے کر رہا نقوش سمیت بھی غیر
 معمولی اور سوہج کی انکس کران کی ماہر وہ بھی اچلی
 اچلی لکھ رہی تھی وہ اخبار چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ
 ہو گیا جو گالی ہاتھوں کو موڑ رہی تھی۔

"کپ نہیں کاچھوڑ آئیں گے" اس نے ہنسی
 امید بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔
 "اے نصیب کیوں نہیں چھوڑ کر آئیں گے"
 آٹھ خوش دلی سے بولا تو اس نے اطمینان کا سانس
 لیا۔

وہ آہ "آٹھ شعر نے اشارہ کیا اور ہر نکل آیا" وہ لوٹ
 نہ کر سکی کہ اس کی آنکھوں میں کیسی کیسی شرارتیں
 ناچ رہی ہیں وہ عامر کی سی ڈی سیوٹی اشارت کر کے
 باہر لے آیا تھا "سمن نے موٹر سائیکل دیکھ کر جھرجھری
 سی بنا مگر ہل مضبوط کر لی بیٹھ گئی وہ بھی اس سواری پر
 نہ بیٹھی تھی ویسے بھی جب سے کتنا موٹر سائیکل
 سے گزر کر اپنی ٹانگیں تنچا چھٹی تھی تب سے وہ اس
 سواری سے خوفزدہ رہتی تھی۔

آٹھ شعر اچھا خاصا قوی ہو چکا تھا اس کے پیچھے سمن
 جیسی دو لڑکیوں کا آسانی سے پیچھتی تھیں "سمن
 نے اس کی پوز کو دیکھ کر گورا لودر سر جھٹک کر خاں
 مضبوطی سے پکڑ لی اور سمن نے رفتار ایک دم بڑھا دی

تھی۔
 "پلیز اسپیڈ کم ہے کریں ہم گر جائیں گے" وہ
 اس کے کھن کے قریب زور سے بولی اور اپنے ہوا سے
 اڑتے ہوئے کو بمشکل مضبوطی سے پکڑ لیا
 جاری تھی ہل الگ ہوا سے اڑا کر چرے پر آ رہے
 تھے "اور اس پر مشعلو یہ ہے ہوا سواری آگے بڑھا
 جیسے ابھی گر جائے گی۔

"میں نہیں گرنے دلاں گا مجھے پکڑ لو" وہ سری
 طرف مکمل اطمینان تھا۔

وہ بڑھتی آٹھ شعر بھی کہ نہ تھا ہر سوکھ جیسے اسے
 ستارے کا تہہ کیے ہوئے تھا "جب اس نے موٹر
 سائیکل کی رفتار زور بڑھائی تو سمن نے دلی کر اس کی
 شرٹ پیچھے سے مضبوطی سے پکڑ لی "اے ہل دگا پیسے
 وہ گھر کر ابھی چلی جائے گی تب ہی تو آنسو نکل گئے۔
 "مجھے تو یہ سواری بڑی پسند ہے" مارے فاصلے
 مٹ جاتے ہیں۔ "آٹھ شعر کو اس کے خوف کی پہچان بھی
 ہوا نہ تھی۔

"آخر کب جا رہے کیا ہیں" وہ شرٹ پکڑتے
 پکڑتے اس کے خاتمے قریب ہوئی تھی۔
 "مٹاؤں" جھم بھل دے اپنے بند کی۔ "وہ شرارت
 سے بولا تو سمن نے شرٹ چھوڑ کر پیچھے سے سوار لینے
 کی کوشش کی لا محالہ اسے شرارت سے ہانک چلائی
 پڑی۔

♥-♥-♥

سمن نے بیانی دم پر رہی لودر کباب ملنے کے لیے
 اگلے سال لودر کشو ڈاؤن پہلے ہی بنا کر رکھ چکی تھی
 لہذا یہ آخری آٹھ تھا۔
 "مار کب تک کھانا ملے گا" آٹھ شعر نے اندر دیا
 لودر آگے بڑھ گیا "چلے کے میں سامنے سمن تھی
 اس نے سمن کی پشت پر سے جھک کر پشلی کا مگر
 اٹھایا نہ ہوا لک سی سمن آٹھ شعر کے لیے چوڑا
 کے سامنے میں چھپ کر رہی وہ اس کے سامنے تھا۔

"آٹھ جل گیا" آٹھ شعر نے دو کھن فوراً پکڑ لیا
 "کیا لودر جل گیا ہے" نرم طعنے سمن فوراً لودر

مگر ہم لڑکی سے اشعر کا رشتہ طے کر دیا پہلے تو وہ غل
کھلا فطرت کا عصارہ نہیں کرتی تھی مگر اسبہ آزاد
اس کی اندر تک جلا دینے والی نگاہوں سے سمن
کی کوشش میں رہا کرتی تھی۔

تو ج بھی سبب لاکھ میں جگہ ہا کیے ہوئے تھے
امیر بھی وہیں تھی اس لیے سمن نے سلام کہنے کے
بعد لودھر کا رخ نہیں کیا وہ چپ چاپ بیٹھی لان والی
سیڑھیوں پر اگرچہ تھی ٹورے چاندنی روشنی میں نما
ہو اللان بناد گلش لگ رہا تھا۔

فروری کی سرد رات تھی اس نے ہانڈیا نکالنے کے
مگر وہیں پہلے کی وی کی توارا کی ٹورنی تھی کہ وہاں
تک آ رہی تھی بہت ہی خوبصورت منزل کی توارا
رہی تھی۔

تھالی دیے بیوی و کم مائیکل مل کر اس پر حملہ کر
ہوئے لودھر سے غرض ہو کر دھیرے دھیرے گئی۔
تھیں تھیں ساری جگہ ڈھونڈتیا ہوں تھیں
ہا ہڈی پر لائی تھی اشعر اسے ڈھونڈتا ہوا چلا آیا
اور اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا سمن نے دھڑپٹ
آگاہی کر دی۔

تھیں تھیں سمن نے ہانڈی دی تھی۔ دھڑپٹے مہمونی
خمسے گھور رہا تھا۔

تھیں سمنی ہی نہیں گئی۔ "ہا بے حس انداز
میں لانا تو اشعر اس کی کواڑ میں لئی محسوس کر کے
چمک گیا۔

"سمن یہاں ہے؟" اس نے اس کا سرو پایا۔
"تھیں تھیں۔" سمن نے سہمندی سے اس کا ہاتھ
جھٹک دیا۔

"تھیں تو ضرور ہے پلیر، مجھ سے کہہ دو ناں تھیں
تھیں لانا ہوں تم ہر دم ہر دم لودھر آتو مجھ سے
کر سکتی ہو وہ بے جھگڑے کا لہذا تھیں میرا گریبان مانا۔

تھیں آخر میں اس کا لہجہ معنی خیز ہو گیا۔
تھیں تھیں بس ایسے ہی بانویاد آگاہی تو آگاہی
بھر آگاہی۔ سمن کے کڑے کر اشعر بھی باواں ہو گیا۔

تھیں تھیں کوئی ہانڈی ہو تو مجھ سے کوئی ہانڈی ہا
نے حد کیا تھا کہ سمن کو خوش رکھتا لودھر اس لودھر

شریک کر لیا تھا جو اس سے بھی گہری لودھر پہن
تھی تھیں اس ناظر پر پٹلا خیال کرتے ہوئے
کچھ دیر ہی پہلی ہوئی کہ باہر گاڑی کلاہان بجاد بھاگ
کر گیت پر تھیں سنی کا خیال تھا کہ ہسپتال سے کوئی
آیا ہوگا اس کا خیال غلط نہیں تھا کیا جان اور اشعر
گاڑی سے اسٹریچر اُتار رہے تھے سمن کے پیچھے سری
گاڑیاں تھیں ڈانیاں و زید صاحب اور عارث کے
کندھے جھٹے ہوئے تھے خواہن کی ضبط کے وجود
تھیں نکل رہی تھیں۔

زہرا بیگم کو اچانک ہی سینے میں درد محسوس ہوا بیٹھے
تھیں لڑھک تھیں اتفاق سے رضیہ نے دیکھ لیا وہ
بھاگ کر تھیں لودر واپس صاحب کو بلا لائی اشعر گھر
ہی تھا فوراً تھیں ہسپتال لے گیا باقی سب بھی پہلے
گئے ڈاکٹر نے چیک اپ کے بعد بتایا کہ ان کی موت
حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے ہوئی ہے طبی لہذا
لٹنے سے پہلے ہی وہ مر چکی تھیں شدت غم سے وہ
سب نہ حمل تھے سمن تو سنے کی کیفیت میں تھی ان
کی جھجھکیں چاتھیں زار زار راز رہی تھیں وقت سب
سے بڑا مہم ہے انہیں مگر دے ہوئے سمن ملے تو پر
ہو چلے تھے سب کو رفتہ رفتہ قرار آ گیا۔

* * *

امیر لودر شرا آئی ہوئی تھیں تھیں ہا ہا ہا ہا ہا
داروں میں مصروف تھیں آخر لان کی ایک ہی بند
تھی سمن نے محسوس کیا کہ شرا کی نگاہوں میں اس
کے لیے بے سندگی بہت بڑھ گئی ہے امیر کے انداز
سے لول لگ رہا تھا جیسے وہ اسے کچا چھا جائے گی وہ
اشعر اپنا حق سمجھتی تھی لودھر میں امیر اسٹینڈنگ
بھی بہت تھی سب کا خیال تھا کہ اشعر کے جوابے
سے امیر ہی اس گھر میں آئے گی ورنہ لودر سنی بھی
اسے اشعر کے جوابے سے چھینتی تھیں پر اس کے
انداز سے کبھی نہیں لگا کہ وہ امیر کو اس نظر سے رکھا
تھیں ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا
سمن نے تھیں تھیں کی موٹی چلے چلے چلے چلے چلے چلے
رہی تھی اس کے تمام خواب اس وقت چھنا چور
ہوئے جب تھیں تھیں لے ایک ہانڈی ہی انجان اور

میں آغوش تک نہاؤں مجھ اس کے لیے میں سہائی
 "تھنکس سوچ" آپ ہمارے لیے ایسے جذبات
 رکھتے ہیں۔
 "کلیت کرتی ہو جیسے میں غیر ہوں شوہر نہیں۔"
 اس کی شکل بجا تھی۔
 "پہا پلینے محالہ کر دیں۔" من نے اس کے
 آگے ہاتھ نہ دیا۔
 "یہ ہوئی میں بہت۔" اشعر نے جوش میں اس کی
 سر پر دھبہ ماری "تکلیف کی شدت سے وہ کراہ کر رہ
 گئی اس کا ہنسا ہاتھ اچھے بھلے بندے کو لٹانے کے
 لیے کافی تھا تو پھر لڑکی تھی اشعر کو تو فیصل اور عامر کی
 عادت تھی باتوں باتوں میں دھول دھپے شرم
 ہو جاتے۔
 "آپ مجھے سو رہی کرنا چاہیے" اتنی تاؤ کی سی تو ہو
 بل کے سب سے مخلوط گونے میں رکھنا چاہیے
 نہیں۔ "اس کے کندھے پر جیک سنا گیا اس کے
 لبوں سے حواس پر چھائی ہوئی خوشبو آ رہی تھی اشعر
 کے جود کے ساتھ سے وہ چھپ کر رہ گئی تھی۔
 "سنا کیوں اتنا دوز بھائی ہو اور کتنا میرے صبر کا
 احتواں لوی" آخر کیا چاہتی ہو مجھ سے۔ "اشعر کا منہ
 بکا ایک تبدیلی ہو گیا اور اس نے من کے دونوں ہاتھ
 اپنے آگے بازوؤں میں مضبوطی سے جکڑ کر اسے خود
 سے قریب کر لیا۔
 "کیا میری خطا ناقابل معافی ہے۔" اشعر کی
 آنکھیں اس کے چہرے سے ٹکرائیں۔
 "پھر بات ہوگی۔" من ایک دم پیچھے ہوتی تھی
 اشعر نے اس کے ہاتھ چھوڑ دیئے تھے وہ اپنی تیز
 دھڑکن کو مستحکم کر لائے گی۔
 "من تم جلدی فیصلہ کرو بلکہ فیصلہ کرنے کی کیا
 ضرورت ہے تم تو مجھ سے بدل لے رہی ہو مگر راسی
 سے اس طرح بدل لینے کے لیے یہ عرصہ بہت ہوا
 ہے" آپ اس کے زور سے سیدھی طرح بیان جلاؤ۔ "وہ بڑا
 عزم لگ رہا تھا" من نے ہنسنے لگا اور آگے لہرائی
 جگہ پر لیٹ گئی "من سوچ رہا تھا کہ منور میں پکارتے

لگے۔
 "کیا مجھے اشعر کو سب کچھ بتا کر نئے تعلق کی بات
 کر دینی چاہیے؟" وہ دگر یہ سوال ذہن میں چکرا رہا
 تھا۔
 "جی ہاں" اشعر کو مجھ سے محبت ہے، ورنہ وہ اتنے
 عرصے ہرگز آرام سے نہ بیٹھتا نہ مجھے اپنی مرضی
 چلانے دیتا۔ "اس کے کردار کی شرافت کی ایک مثال
 ہو چکی تھی اس نے کرے کی غلطی میں اس نے بھی اپنا
 حق نہیں مانا تھا نہ چھینا تھا نہ کسی کنویر کوں کی
 گرفت میں تیا تھا" اپنا آپ اس نے بھی وحشی
 جنہوں کے حوالے نہیں کیا تھا وہ ہاتھ تو ہوتی بھی
 کر سکتا تھا اور اسے اپنا حق کہہ کر چپ بھی کر سکتا تھا
 پر اس نے ایسا نہیں کیا تھا البتہ شک سے اسے ضرور کرنا
 تھا تاکہ نہ تو وہ کہہ جا رہا نہ اسے پر حد سے نہ بھی نہیں
 گزر رہا تھا نہ بے اختیار ہوا تھا اسے ایسے موقع تو پسند
 تھے۔
 ایک فیصلہ کر کے اس نے آنکھیں موند لیں۔
 + + +

"لی بی جی آپ کا خط ہے۔" شریف کی کواز پر وہ
 بے اختیار چوٹی اور اس نے خط لے لیا۔
 "مکمل ہے" ہاتھ اٹھا لیکن خط لکھنے والا ہے۔
 اس نے قنادہ کھولتے ہوئے سوچا پھر جیسے نشہ و
 آہن دھڑکے اس کے سر پر آئے تھے وہ خط لکھی
 آنکھوں سے اس نے خط کے مضمون کو پڑھنے کی
 دھڑکن کی۔
 "اے من!"

آخر کار تمہارا سراغ نکالیا میں تم دنیا کے کسی
 کونے میں بھی ہاؤ نہیں ضرور پاؤ گی اشعر اچھا ہے مگر
 میری باتیں بھی تم بھی تم سے تھے اتنا میرے خط
 کہنے کا مقصد تو تم جان چکی ہو ایک دلعجو ہمارا راج کا
 ہو کسی دوسرے کے پاس پھر اس کی مچھولی تم
 برداشت نہیں کر پاتے فوراً میرے ساتھ چلو ورنہ
 جیل ملا کے طین دھکے دے کر خود نکالیں گے ہاں
 ایک بات یاد رکھنا اپنی سہیلی ثابت کرنے کا کوئی ثبوت
 نہیں ہے تمہارے پاس اشعر بے شک تم سے محبت

کرنا ہو گا کیونکہ تم ہو ہی ایسی میں بھی تو جس میں دیکھ کر محبت کرنے لگا تھا مگر میرے پرہ اخلاص نے کیا دیر ہے اس کے بعد اس کے نزدیک تمہارے علاوہ دوسرے نہیں قابلِ غور تھے کوئی نہیں ہوگی جس میں تو یہ سوچ سوچ کر اٹھو مل رہا ہوگا کہ اتنی دیر میں تمہارے اس سے پیار بھری سرگوشیوں کی ہیں یاد رکھو بہت جلد تمہیں اس سے ہر لحاظ سے قطع کرنا ہو گا اور ہل بہت جلد یہ نفس نہیں طاقت ہوگا۔
 بہت چاہتوں کے ساتھ۔
 تمہارا شہسوار (جو کبھی تھا)

خوف پوری طرح اس پر حاوی ہو چکا تھا بلکہ وہ جب کر رہا تھا کلپتے ہاتھوں سے خط اس نے دواڑ میں پڑی مانی کلب کے اندر ڈالا جب وہوشی کسی طرح آہو میں نہ گئے تو وہ چائے نیمز پر کھڑی ہوئی "تھیویر" مت و استقامت کی دعا مانگتی رہی "لب لب لب" قدرے سکون تھا کہ شہسوار اسے خوفزدہ کر رہا ہے۔
 گانچ جاتے ہوئے اس نے نوٹ کیا کہ نیلے رنگ کی گاڑی مسلسل اس کی وین کے پیچھے ہے "اس نے خاص توجہ نہ دی کیونکہ گاڑی کے پیچھے گائے تھے" اندر بیٹھا خود نظریں نہ آتا تھا "پیشی پروں نے اسے گیت پر آگیا اسمن نے بل پر انگلی رکھی گھانکاس کے قریب کسی گاڑی کے چتر چڑھائے وہ سب اختیار گھوڑی صبح دلی گاڑی تھی "اگلا دواڑ کھلا اندر سے شہسوار برآمد ہوا "اسے ہاتھ کے اشارے سے سلام کر کے یہ جاہ جاتن کی گھن میں اس پر قیامت گزد گئی۔

وہ غلط حال ہی لئے کمرے میں پڑی ہوئی تھی "شہسوار اسی شہر میں تھا کسی بھی وقت وہ اس کی گھوڑی ہوئی زندگی میں حاکم ہو کر رہا تھا "شام کے سات بھی رنج گئے وہ اسے کمرے سے باہر نہیں نکلی "دلخ ایک منٹے پر کھڑے رہا تھا "شعر کو وہ اپنی زندگی کے اس عزم سے آگے کر کے کافی جلد کر رہی تھی "انگلند کر رہی تھی کہ اشعر کمرے میں آئے تو وہ اس سے بات کر کے "مگر اب ایک نیک بل کاٹا بھی عمل تھا۔
 وہ اپنی صحت سے ایک کلب میں چلی گئی "ہنتے میں

دواڑ وہ لڑکھلڑکھ کو مارشل کرٹ بھی سکھا تھا "ہاڑی ہلاک لڑکھ مارشل کرٹ کے خوشین بہت سارے لڑکے تھے "سمن نے سبے تالی سے دواڑ کھولا "تو یہ موسیقی کانوں سے گھرائی "وہ چھت میں نصب میٹھوں پر انکسرا سار کر رہا تھا کل سیلے لیس بنوان اور ٹراؤز میں ہلبوس اس کا جسم ایسے مٹے ہو رہا تھا "سمن نے ذہنی کتب کھولا "تو وہ ہوا تک چلا سمن کو دیکھ کر اسے خوشوار حیرت ہوئی کیونکہ پہلے وہ کبھی خوب سے اس کے پاس نہیں آئی تھی۔

اشعر نے انکسرا سار کا عمل موقوف کر دیا اور اتر کر توپے سے جسم خشک کر کے نکلا۔
 "آپ سے ایک بات کرنی ہے" سمن نے اظہارِ انداز میں اس کا ہاتھ پکڑ لیا "اشعر نے ایک نظر اپنے ہاتھ پر رکھے "سمن کے ہاتھ پر وہ ڈھکی اس کی آنکھوں میں جھلک اڑی۔

"ایک نہیں ہوا میں کرو سوسٹاپرٹ۔"
 اس کی آنکھوں سے شرارت جھانک رہی تھی۔
 "دیکھیں "سمن نے آپ میں تنگ نہ کر رہا "اس نے لہجے میں سب سے بھی "اشعر کو اس عالم میں وہ اتنی خوش تھی کہ اس نے بے اختیار سمن کو اسے گرم فوادی ہاتھوں میں جکڑ لیا "دن حسن کے حضور گت خیل پر آتے تھے۔

"دیکھیں پلیز ہمیں آپ سے بات کرنی ہے۔"
 اس کی گرفت سے آڑو ہونے کی کوشش میں وہ بے حال تھی "جسے تو اسے بونے لگی تو اشعر نے ہاتھ ہٹا لیے "اس کے بعد وہ کی نہیں "دواڑ کھولی گریبان ہوئی رہا تھی جسے میں آئی "اشعر کو اس کی بے بس کی کیفیت کا سوچ کر محمود سا ہونے لگا "سمن کی بیات اور بھول گیا "پاکہ اس کے ڈرے سے حسن میں "پرا "کپڑے بدل کر وہ لپٹنے ہی والا تھا کہ عامر بڑھ آیا۔

"یار اشعر تجھ سے کوئی ملنے کیا ہے۔"
 "نہیں" اس نے عامر کے ساتھ ہاتھ پکڑے۔
 "ہنا نہیں ملنے تو اسے پہلی بار دیکھا ہے۔"

نے کہنے لگے "اچھا ہے" ہاتھوں سے باطن کو سنوارنا وہ
 ذرا تنگ دم میں داخل ہوا انھوں نے پریشانی محسوس
 اس کے لیے بالکل اجنبی تھی۔

"مختلف کہیں گے گا میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔"

وہ حیران ہوا۔

"میں مجھے ضرور جانتی ہے" آخر میں اس کا شور
 ہوا مجھے شہسوار کہتے ہیں۔ "شہسوار پھر گیا۔"

"تم ہوش میں تو ہو؟" اس کی توانا دست لگائی ہوئی
 تھی تب ہی تو سنگ دم میں بیٹھے ہوئے سب لوگ

اوجھڑے آئے۔

"وہ کیا بات ہے تم کیوں اتنی لوجی توانا میں ہوں
 رہے ہو اور یہ کون ہیں؟" کیا لے سولے گیا۔

"انگل میں شہسوار ہوں میں اپنی پہلی سمن کو لینے
 گیا ہوں یہ دیکھیں نکل غلہ اور تصویریں۔" اس

نے جیسے دعا کا کیا سب ایک کے بعد ایک تصویر دیکھ
 رہے تھے "بقی مسکرائی دکن دینی سمن اور اس کے

ساتھ بیٹھا شہسوار نے لگا جتاہ بھی تو جھوٹ نہ تھا عامر
 سمن کو لے کر آیا "اتند کے حالات دیکھتے ہی اس کا

چوڑا ہونیا۔

"بے حیا۔" بھی مائی نے دائیں بائیں اس کے
 چہرے پر پوری قوت سے چھڑا رہے۔

"مفلک میں سے کیا میرا بیٹا ہی رہ گیا تھا اس گناہ
 کے لیے باہر نکال دے لے چلیں یہاں سے۔" مفلکی

پھر غصے سے گھر گھر کتاب دی تھیں۔

"پلیز سمن چلوں یہاں سے میں معافی مانگتا ہوں ہاں
 سے مگر تمہیں مجھ سے انتقام لینے کے لیے انتہائی

صبر تک نہیں کرنا چاہیے تھا۔" شہسوار بولا تو وہ
 پھٹ پڑی۔

"میں نے جھوٹا ہے فرلا ہے۔" وہ اشعر
 کلیاؤ کا سارا لیتے ہوئے بولی۔

"اشعر صاحب میں چاہتا تو آپ پر عدد آرٹنٹس
 کا کس بھی کر سکتا تھا مگر رک گیا کہ آپ تو بے خبر

تھے اصل میں باری محبت کی شادی ہے ایک بات پر
 تیار رہتی ہوئی تھی کہ میں نے تو حد کر دی ملک تھوڑا کر
 چلی گئی آپ کی دکانی محترمہ بھی اس کے دھوکے میں

آئیں اور یہاں اگر اس نے انتہائی ہستی کا ثبوت
 دیا۔ شہسوار اس کی طرف مڑا۔

"لیجاولت۔" زبرد صاحب نے اشارہ کیا۔

مہلو سمن کو اور پلیز تپ لوگ مجھے مختلف گرویں
 میں اس کی طرف سے معافی مانگتا ہوں۔" ساتھ ہی

اشعر کلیاؤ پڑے کھڑی سمن کو اس نے ٹھیکہ

"میں نے جس سے یہ جھوٹ ہے، پلیز اشعر ہمیں
 بچائیں اس شخص سے سب ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

ہم بھی بدلت آپ سے کہنے والے تھے۔ وہ مفلکی نے
 اس کا بالو پکڑے کھڑی تھی شہسوار نے پوری طاقت

سے اسے ٹھیکہ لے کر لے لی۔

"پلیز ہمیں بچائیں، مائی ای،" لیا ایو ہمیں
 بچائیں۔ شہسوار نے بھی سیدھی سے اس کا بالو پکڑ

کر ٹھیکہ لے کر اشعر سے الگ کیا اور گھسیٹا ہوا ہا ہر
 کھڑی گاڑی کی طرف لے جانے لگا وہ مسلسل رد دی

تھی "علا ری تھی اپنا بازو پھرا دی تھی" اشعر کو پکار
 رہی تھی "لیا ایو سے مدد مانگ رہی تھی وہ تو جیسے ہر

ادب اس سے بدکاری اور کرچہ باریک دھار چکا تھا اتنی
 ہی دیر میں لیا گیا مستحیث لگی تھی۔

چپ چاپ سہ کر تے تھے نہ ہو گی مور تین مدد تک
 پونہ می رہا چھٹے دن گھر سے نکلا اور گوارہ گروہی کر کے

رہا وہ بچے گھسا چھوڑے تھا اس کا طریقہ کیا کہ
 صاحب اور مفلکی یکدم سمیت سب اس کی سماعت سے

ریختن تھے اس کو ذرا کی طرف واپس لانے میں وہ
 جھروہ کو خوش کر رہے تھے اس مدد امیر لگی ہوئی تھی

سب کے مجبور کرنے پر وہاں کے دور میان بیٹھ گیا امیر
 نے اچانک گفتگو کا رخ سمن کی طرف موڑ دیا۔

"وہی تھی یہی خوش قسمت اصلی اور اصلی شوہر
 دلوں ہی اپنی جگہ نہ دست ہیں اصلی شوہر چاکلیٹ

ہو اور اشعر تو بے جا پارٹ نام شوہر تھا اور اصلی
 شوہر لکشن ہو۔"

اس کا کھڑا ہوا تھوڑے تھا اشعر کا چرخوں رنگ ہو گیا
 وہ اٹھ کر امیر پر چھٹا لعل عامر پور غازی نے بدستل

اسے روکا امیر کہاں باز آئے دلی تھی۔

"چھاپہ تو تھوڑا آتے دن لوہ راتیں اس نے

تمہارے ساتھ جو وہی کی حیثیت سے گزاری ہے وہ
کیا ہے تم انہیں کیا نام دے گے تم سبہ خیر تھے عمرہ تو
جیسے کسی اچھالی گئی گزری لڑی تھی۔ امیر کے لفظ
تھے کہ انکارے وہ کھوٹا ہوا اٹھ آیا۔

پوچھا "آپ کو عام کوڑی کلن سی چیز نے حائر کیا تو وہ بولی کہ مجھے نام کے مضبوط پانڈوں کے مسلنے نے حائر کیا ہے۔" اشعر مجھے اس طرح چانس ملے اور مجھ سے کوئی پوچھے کہ آپ کو اشعر کی کس بات نے حائر کیا ہے تو میں کہوں کہ مجھے اس کی اداس آنکھوں نے فلولای پانڈوں نے مولانہ وجاہت سمیت اس کے کردار نے حائر کیا ہے۔"

۱۰۔ لیکن یہ سب اگر اس کے قریب ہی نہ ہو مگر
 ۱۱۔ شہر تکیا ہو۔ جذبات کی لارش سے بے گل ہو کر
 ۱۲۔ اس کی طرف ہر مہم اشعر کو صرف ایک سیکند کے
 ۱۳۔ لیے شاریں کی کلا آنکھوں پر دروازہ زلفوں میں اس
 ۱۴۔ و دشمن جاں کی جھلک نظر تکیا مگر اس سے پہلے کہ منہ
 ۱۵۔ زبور جذلوں کا طوفان اسے بہا لیتا ہو ش میں آگیا
 ۱۶۔ جھلکے سے کمرے سے نکل گیا شاریں احساس توہین
 ۱۷۔ سے سلگتی رہی۔

وہ چپ چاپ کمرے میں بیٹھا ہوا تھا، رنج سے
کمرے سے تکلیف دینے لگے تھے، بے اختیار وہ اٹھا
اور اپنے پیچھے سے اہم ٹیکل کر سامنے گھٹنوں پر گھول
کر بیٹھ گیا، پہلے صفحے پر ہی سمن کی تصویر چٹکا رہی
تھی، سمن کیوں کے زونڈیاں میں مائل کے تار پھینچ
رہی تھی تو سمن کی دماغ کے سبز سوئش میں جتن و قرار
لوٹ رہی تھی، سمن عوی لباس میں نظر میں جھکائے
گئے اپنی طرف سے کھینچے پر مجبور کر دی گئی۔
”شیر۔“ سمن تم کسی اور کی ہو؟“ اس نے اہم
پرے ہانک دیا۔

اسے سمن کا روپ یاد آیا تھا کیوں وہ درجہ راور
گر یہیں رہتی تھی، کس لیے اس سے بچتی تھی یہ
حقیقت تو اب آشکار ہوئی تھی وہ شہسوار کی محبت کی
قیدی تھی تبھی تو خود کو محفوظ رکھا ہے شہسوار کے
لئے کہ وہ اس کے سامنے سرخرو ہو سکے اپنے آپ کو
انجیانا کو اپنی نسوانیت کو۔

یہ احساس اشعر کے لیے سخت تکلیف دہ تھا کہ پڑا شوہر کی موجودگی میں اس منکار لڑکی نے اس سے شادی رچائی اور محسوس و مقلومہ بنی رہی۔ عقیقہ مولوی بیان ہے اس کی حقیقت معلوم نہ ہو سکی ورنہ وہ ہرگز ایسے اداوار

اشعر کے اٹلی جانے کی خبر نے سب کو حیران کر دیا
کسی کے آنسو اور التجا میں اسے روکنہ ممکن نہ رہا
جس کا خیال تھا کہ لب لباب اشعر کو رام کرنے کی اپنی
تاکاوی پر عمل کیا کر وہ کئی قیمت مایوس اور ٹوٹنے والے سے
اشعر نے پاکستان کو اندر لے گیا اور انجیلی راہوں کا مسافر
بن گیا۔

اٹلی کے دلکش مناظر اس کی اداسی نہ مٹا سکتے اور نہ ہی حیا سو یا مدیاں پر دماغ اسے متاثر کر سکا اس نے ایک مارٹنٹ کر لئے پر لے لیا تھا، جلد ہی ایک کنٹرکشن کمپنی میں اسے ملازمت مل گئی اٹلی گئے اسے وہ سرا ملا تھا جب پہلی بار اس کے دو ذائقے پر دستک ہوئی وہ باہر گیا، سامنے ایک دلکش اور اجنبی حسینہ تھی۔

”مجھے شارین کہتے ہیں۔“ وہ انگریزی میں بولا۔
 لٹن کی پہلی ملاقات تھی۔ چیمپ ہر مذہب سے بڑھتی ہوئی تھی۔
 شارین کو اشعر کی لباس آنکھوں اور موٹانہ وجاہت
 نے بہت متاثر کیا تھا۔ وہ بنیادی طور پر برطانیہ کی رہنے
 والی تھی۔ یہاں تعلیم کی وجہ سے رہائش پذیر تھی اور
 ملازمت بھی کرتی تھی۔ اشعر سے ملاقات کے بعد اس
 نے اپنے تمام پرانے یو اے فریڈز کی پیمائی کر دی
 تھی۔

تجربات شمارین نے اسے گھر پر اپنی سالگرہ میں مدعو کیا تھا، مگر یہ وقت پرودہ اس کے لیے موجود تھا۔ شمارین کچن میں کھڑی وہیں سے بول رہی تھی۔

ایسٹریڈیٹ ہے ہلا اورڈ کی لکھوں میں کام کیوں نہیں کرتے؟

”یہ تو ایک بار ایک مکانی نے کل کفن سے

فائق ہوئے سے اس کا تعلق نہ کرئیں، اشعر کے شعر سے چمکا اسان نہ تھا، مگر پہلے ہی شہوار کی بیرونی تہی اشعر کا جلوہ اس پر سے ٹکری گر ہو گیا۔
بیچے دن اس کی تھکوں میں گھومنے لگے۔

♥♥♥

”یار عامر دلدادہ کب آئیں گی۔“ اشعر بے زار سا لان میں گھاس پر لیٹا ہوا تھا، وہ انہیں بہت مس کر رہا تھا، آپ تو انہیں گئے ہوئے ایک سال سے بھی باہر ہو چلا تھا۔

”اشعر؟ لان کی خانہ زاد کی نواسی کی واحد محترمہ ولایت پا چکی ہیں، گو دوا داسے سبھل رہی، نہوں کی اس لیے تو تمہیں آئیں۔“

عامر نے خیال ظاہر کیا۔

”مجھے تو لگتا ہے کہ ان محترمہ نے دوا کو کسی خاص مقصد کے لیے بلوایا ہے۔“ فیصل کی بات بالو کھی گئی۔ اسی رات دہرا بیگم کا فون آگیا، کالی دیرونیال زید اور حادثہ تیشوں بیٹوں سے بات ہوئی رہی، اس سے اگلے روز بھی یہی ہوا، کھر کی خواہش سے وہ نہ جانے کیا کیا باتیں کرتی رہیں، جو ان نسل ہوئی بے تاب گئی، پر ایک بات بھی ان کے لیے نہیں پڑی۔

خیر زار دوا تھا، سب رات کا کھانا کھا رہے تھے، جب فون کی گھنٹی بجی، دانیال صاحب نے آگے بڑھ کر ریجیور اٹھایا، دوسری طرف دہرا بیگم تھیں، سب بھی ان کی طرف متوجہ تھے، چہر باتیں کرنے کے بعد دانیال صاحب نے زید صاحب کو فون چھین لیا۔

”کھٹک ہے اما جان میں ابھی بات کرتا ہوں“ بلنے کا تھیں نہیں ہم سب قائل کرنے کی کوشش کریں گے، اسے ماننا ہی ہو گا، آپ اگر صحت کریں انشاء اللہ انتظام ہو جائے گا، آپ بھی بات کر لیں جیسے جگ۔“

نہر ریجیور رکھ کر پلٹے اشعر کا ذہن جاگ چکا تھا، چیتا گئی، اہم بات تھی، وہ اٹھنے لگا، صاحب تیار ہوا،

”بہتر کا“
”نہر، ایک گھوڑی پلٹ کرئی ہے۔“ وہ بہت کچھ کہتے تھے۔

کچھ کچھ

”یہ تو تمہیں پتا ہی ہو گا کہ تمہاری دوا کی اعتراف میں ایک واحد رشتہ دار ہیں، انہوں نے ہی ملکہ جان کو فون کر کے بلوایا تھا، ان کی حالت بہت نازک تھی، شوہر جن کا پہلے ہی وقت پا چکا ہے، فقط ایک بیٹی ہے، اب مسئلہ یہ ہے کہ کالی آئیگم نے مرنے سے پہلے کہا کہ میری بیٹی کی وہ ہی وارث ہیں، کالی جان اس لڑکی سے تمہارے تعلق کا فیصلہ کرے گی، ہیں اور اس جملہ کو ٹیلی فون پر تمہارا سمن کرے گا، اسے نکال دے، شادی کی باتیں رہیں، پاکستان اگر ہوئی گی، آپ ساری بات تمہارے اوپر ہے، اما جان کل پھر فون کریں گی، انہیں جان میں جواب دینا۔“

ملیائے گیا اس پر ہم بھاڑ دیا تھا، لڑکے کو پہل سب سکتے ہیں تھے، اشعر کا حال غنقد نہ تھا، ہاں بیالی سب کا پر سکون انداز ظاہر کر رہا تھا کہ وہ باخبر ہیں، وہ ڈانٹنگ ہاں سے لکل گئی، اپنے گھرے میں ایک سرے سے اور سرے سرے تک چکر کھاتے ہوئے اس کے اندر آگ چل رہی تھی۔

”جیت میری، کوئی حشیت ہی نہیں ہے، اللہ میں کی نکلتے ہیں کہ اس جملہ کو نکال دے، انکار مت کرنا۔“ وہ بیالی میں کھولنا لیا کی نکلنا مار رہا تھا۔ صبح نہ گیا، دہرے تک ستر میں گھس رہا، دوا نے پر کالی دیرو سے دستک ہو رہی تھی، اس نے اٹھ کر دوا دلا، کھولا عامر اور فیصل اندر گھس آئے۔

پہانے کما گئی سے پتا ہو گیا، اما اب جواں کر دوا بات اس کی کیا ہوتی ہے، عمر کی تو کچی کہیں بھٹک نہ جائے، خدا اسے بچائے، وہ محل بھا بھا کر گلے لگے، مرقہ لے پڑے، میر سے انہیں سن رہا تھا۔

”دوا کی جان کا ابھی ابھی فون آیا ہے، ہم نے بھی بات کی ہے، دوا کی کہہ رہی تھیں کہ وہ بہت جلد آ رہی ہیں، ایک عدد سمن لے کر۔“ عامر کا چہرہ تو تھ پیسٹ کا اٹھتا رہا ہوا تھا۔

”یہ بھی تو سناؤ، اسے کہہ کہہ رہی تھیں کہ اشعر میرا خون بہان ہے، انکار کر رہی نہیں سکتی۔“
فیصل نے محل آٹا رہی، اشعر اٹھ کر اسی ابو کے

پاس چلا آیا وہ گویا اسی کی رولہ کندہ ہے۔
 "سب کیا ہے" میں کسی ایسی لڑکی سے شادی
 نہیں کرنا چاہتا جسے میں سزا دے سکوں۔ جس کے ساتھ
 میری اہل درازہ پنڈت ٹکندہ ہوئی فٹ میں اس لڑکی سے
 نکاح کروں گا جس کی میں نے شکل ہی نہیں دیکھی
 ہے مجھے قبلی کا کراہیل ملنا چاہیہ عامر کھل اور
 غازی بھی تو ہیں۔"

سب کچھ جانتے ہوئے بھی خوش میں آگیا عامر
 کی بات تو شروع سے ہی دل سے ملے گی بھیل اپنی
 خانہ زاد میں الوالو تھا اور وہ کیا غازی تو وہ انہی پرہہ ہا
 تھا اشعر سے سات اٹھ سال چوٹا تھا، یہ صاحب
 کے سامنے پہلی بار اس کی توانا بنی ہوئی تھی۔
 "وہ کچھ اشعر انکار کی کوئی گنہگار نہیں ہے وہاں
 جان لے بہتر ہی سوچا ہو گا وہ تار ہی نہیں کہ شکل و
 صورت کی بہت اچھی ہے سن ابھی چند دن ہی ہوئے
 ہیں اسے ایب اے کا امتحان دے دے" وہ نے
 تسم نے شوہر کے چہرے کے پرتے رنگوں کو دیکھا تو
 اسے دھماکا لگتا تھا۔

اسی کش کش میں جہہ بھی آگیا اشعر نے ہر
 احساس سے بے نیاز ہو کر نکاح نامے پر سائن کر دیئے
 سوائے اشعر کے سب اس بھیل سے خوش تھے اس
 میں شرا اور ابیر شامل نہ تھے، مگر کچھ بھی نہ کر سکتے
 تھے البتہ امیرا نہیں بھڑک رہی تھی۔

اشعر کا بیٹا لایا ایسی لڑکی جو اس کے ساتھ چلے
 تو لوگ رنگ سے دیکھیں اتنی حسین ہو کر چاندنی بھی
 اس کے سامنے مانہ پڑ جائے وہ خود بھی کم نہیں
 تھا مگر وہ قامت کسکی ہنس ہا شیدہ وہ جوانہ و جانت کا
 نمونہ تھا امیرانو نے بہت تاراض تھی اسے لہن
 دیکھی سن بہت نفرت سی ہو گئی تھی۔

* * *

اب ایک اشعر کے اہل میں ایک خیل کوندے کی
 طرح لپکا اس نے فون کے پاس رکھی ٹمبر لوٹ کرنے
 والی ڈاکر کی انڈی میں باندھ کر پھر سے منگے پر تھا اس
 نے ہنسی جگہی ڈاکر کو دیا وہ سری طرف بیکل جاری
 ہوئی اس کا سارا وجود ہنست ہنست ہوا تھا چوٹھی تھل پ

رہی اور اٹھا لیا گیا۔
 "اسلام علیکم" یہ محقق سا انداز تھا۔
 میں پاکستان سے اشعر بل رہا ہوں آپ کو کون
 ہیں۔ اشعر نے وقت خلع کرنا مناسب نہ چاہا فوراً
 نام پوچھا۔
 "اکرم سن ہیں۔" تعارف کرانے کا انداز بڑا انوکھا
 تھا۔

"مجھے آپ سے ہی بات کرنی ہے ویسے سب آپ پر
 ظلم نہیں ہے کہ آپ کا کلچر ویسے لڑکے سے گھرا گیا
 ہے جسے آپ جانتی تھیں ہیں نہ دیکھا ہے؟"
 "جی ہاں اس سے غرض نہیں ہے ہمارے لیے یہی
 کافی ہے کہ آپ ہمارے پوتے ہیں دیکھنا وہ دیکھا برابر
 ہے" صورتیں دھوکا بھی دے جاتی ہیں۔ "سن بے
 اختیار میں کھوی گئی تھی۔

"دیکھیں محترمہ سن آریہ محض میری وادی جان
 کی خدمت سے ذکر نہ مجھے آپ سے کوئی لگاؤ نہیں ہے
 ہو سکتا ہے کہ میرے ساتھ یہ ناگاہی ذکر آپ خواہ مخواہ
 رکھی ہو نہ" وہ اسکل نہایت کی طرف گیا۔

"پھر نام کیا لیں؟" وہ اس کی بات کی گہرائی سمجھا
 تو چپ چاپ رہی۔

"دیکھیں ابھی کچھ نہیں بھڑا، صرف نکاح ہوا ہے
 آپ انکار کریں کہ مجھے لڑکا پسند نہیں ہے" وہ اسے
 اور ہی راہ دیکھا تھا۔

"تجربہ نہ دیا پسند کا یا سوال۔"

"بہر حال میرے نزدیک یہ مسئلہ اہم ہے، مجھے
 آپ پسند ہیں آپ کو میں وہ حق پرور چاہت نہیں
 دے سکوں گا جس کی آپ توقع رکھتی ہیں۔" وہ
 لوگ انداز میں ہوا۔

"میں بھی آپ کی زبردستی کی چاہت نہ خیرات
 نہیں چاہتی میں تو لگہ کر رہے ہیں۔" سن کا لہجہ
 قوت ہو گیا تھا۔

"یا ہوا اس کا مطلب ہے کہ آپ تعاون کریں
 گی۔" اشعر نے فوجی انداز میں کہا۔

"کیا تعاون؟" وہ حیران ہوئی۔
 "دیکھیے آپ مجھے پسند نہیں کرتیں میں آپ؟"

ہری طرح اسے خار کھانے لگا تھا جب سے وہ تکی تھی
وہ ایک بار بھی لوہ نہیں گیا تھا خود بھی نیچے نہیں
اتر لی تھی ابھر اس کے بارے میں عجیب و غریب
باتیں کرتی تھی۔

نہ ہمارے انمول سہاؤ ہلکا ہوا لک کے
لونا والیہ سوئی اور وہ سری لڑکیوں سے ہنسنے لگا
ہوا تھا آج سمن کی مندی تھی مندی کی رسم روائتی
اندر اس میں ادا کرنے کے بعد نوجوان لڑکے لڑکیاں دیوار
پلے گئے میں کمن ہو گئے تاپوں کے ارد سوٹ میں
لمبوس ایس لو اس سمن تمام خواتین کی لنگھ کام کرنی
ہوئی تھی وہ سب لڑکیاں سمن کی داد دے رہی تھیں
خانی کو بھی بہت اچھی لگی تھی تقریباً اس کی ہم عمر
تھی پہلی کی قسمت پر بے اختیار اسے رشک آیا
تھا۔

اشعر اپنے کمرے میں منہ چھپائے پڑا ہوا تھا باہر
سے آئی تو اس میں اسے مسلسل دھڑک رہے ہوئے
تھیں اس نے تکیہ کارن پر زکھ لیا آج تک دروازے
پر دستک ہوئی اس نے کھنٹے سے کھنٹے ہوئے دروازہ
تھوڑا باہر منہ چھپا کر کڑی جھج تھی اس سے پہلے
کاروان۔ نہ آئے کا تو روایت کرنا غامضے گل
کا بچا ہوا لاشیں اس پر ایڑیل دیں وائیہ اور دنیا نے
مندگی سے گل و گلزار کر لیا بالکل نے اسے جڑی
مشکل سے کاٹو کیا ہوا تھا تاکہ وہ من مانی نہ کر سکے اپنی
اپنی حسرتیں نکالنے کے بعد وہ سب اسی طرح طے
لگے "اٹھیں گا ہاں دینا وہ واش و دم میں کھس گیا کل
اپنی مندی پر وہ گرا بند کیے ٹریجڈی سوچ سنا رہا تھا
یہ سب اس کا دل لیا تھا انہوں نے

"محترمہ سمن آرا تم سے تو میں خوب سنوں گا"
میرے سائے سے بھی پتہ مانگوں۔ اس کی سوچیں
ہست انگلی ہو رہی تھیں۔
"الف یہ سمن اتنی خوبصورت ہے۔" سونی نے
آنکھیں بند کر کے اس کی تعریف کی۔
"بھنا خوبصورت چرا ہے اتنا خوبصورت، لی
ہے۔" دنیا نے جو اس کی کافی مڑا کر لیا ہو چکی تھی
بولی۔

بر زندگی ہمیں ملایا گیا ہے کیلئے ہم ایک سمجھوتہ
کریں کیونکہ اس وقت ہم دونوں انکار کرنے کی
پوزیشن میں نہیں ہیں ڈیڑی ڈیڑی کے کارڈ چھپنے
بجی دے گئے ہیں میں آپ کو ہاتھ بھی نہیں لگاؤں
گا بس آپ میرا ساتھ دین شادی کے بعد فوراً ہی
میں نے علیحدگی کی ترکیب بھی سوچ لی ہے آپ فکر
نہ کریں میرے یہاں بہت اچھے اچھے جاننے
والے ہیں انہیں جگہ آپ کی شادی کر اؤں گا۔ اشعر
کی بات سن کر اس کا دل جھک گیا تھا۔

"تھیک ہے زندگی کے ملنے میں بھی پیار نہیں
ہیں مگر ہمیں آپ کی بات پسندیدگی کی خبر ہوئی تو ہم انکار
کر دیتے ہر حال ہم آپ کے ساتھ ہیں اور ہماری
شادی آپ آپ فکر نہ کریں۔" آخر میں اس کا لہجہ
روکھا ہوا تھا۔

"تھیک ہے سوچ آپ واقعی بہت گریٹ ہیں۔"
روایتی بہت ممنون تھا۔

دہرائیم سمن سمیت آپکی جھڑپ اس کا تھوڑے
ساتھ ہی شادی کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں سمن
اپنے کے پارٹنر میں دلچسپی حاصل کرنے کے لیے اشعر
کے ایک بار بھی اسے دیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔
دہرائیم نے کہنے کے بعد جو کھلی سنائی تھی اس
کا خلاصہ کچھ یوں تھا دل آرائی کی خالی زبان کی پیشی
تھیں دہرائیم کی یہ واحد روشنی وار تھیں جو زندگی
تھیں ان کے ملاوے پر ہی وہ اپنی اپنی تھیں دل آرائی
کے شوہر پریشانی و فضا کے تھے وہ خود ہی کی مرہون
تھیں ایک ہی اولاد سمن تھی انہوں نے دہرائیم سے
انتہائی کہ بن ملل آپ کی بیٹی اسی رہ جائے گی آپ
اسے ساتھ لے جائیں اور وہیں شادی کر دیں وہ نہ
جائے بھی یا نہ چھیں یہ مرض ان کی جان کے گھر تھا
ان کے قہر کے دور کن ہی وہ وفات پا گئے دہرائیم
نے اپنے گھر کی قبر پر فاتحہ پڑھی اپنا دل لپیٹ کر دیکھا
اور سمن کے بچانے کو بھی نہ مانے کا فیصلہ کر لیا۔

سمن کے گھر پر آدھری خواتین و حضرات کو بھی سمن
کے گھر پر رہی تھی سمن کی چھٹی چھارے اشعر

اور اس نے آنکھیں کھل دیں، "سمن اندر آئی تھی اور لاش بھی تن کر دی تھی۔"

"تپ اتنی جلدی کیل سو رہے ہیں، تپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے۔" تپ نے فوراً سمن پر چڑھ کر کہا، "اشعر اٹھ کر بیڈ کراؤں سے لپک لگا کر بیٹھ گیا تھا اور بنور اس کا جانتا ہے۔" تپ نے کہا، "بیل پٹنگ لائن کی قیاس بخیر دے دی ہمارا باجے میں، خوب صورت لگ رہی تھی گودی لوری یا سول میں سلیڈ اور گلابی چٹیاں چھن چھن رہی تھیں، ہاتھ کی آگلی ٹیس رخساروں پر گھری ہوئی تھیں، کم عمری کی لاپرواہی صاف نظر آ رہی تھی، ایک منہ بند تھی۔"

"یاد کیا آپ نے کیا تھا رات کو بات ہوئی، پلیز کریں میں تپ کا کل۔" تپ نے بے یقینی سے کہا۔

"تمہارے شعل ہے نہیں۔" تپ نے کہا، "اچانک سے میں آیا تھا۔"

"تپا نہیں آپ کیوں ختم ہو رہے ہیں سمن نے تو آپ کو وہ حد یاد دلانے کی کوشش کی تھی۔" تپ نے سمن کی طرف دیکھا۔

"سمن اس فاصلے سے حد کو محسوس نہیں کر سکتی تھی بہت شرمندہ دل۔" تپ نے کہا، "تپ کی بات کہنے پر تپ کیل۔"

"میں تپ کی شرمندگی سے غرض نہیں ہے،" تپ نے کہا، "یہ بھی ہمارا انڈیشن ہو چکا ہے، لور ہمارے پاس لٹے میے جمع ہو چکے ہیں کہ ہم سلیڈ بھر کے لیے کسی گرنز ہو شل میں رہی سکتے ہیں، آگے بڑھا جائے گا۔"

تپ نے شک اپنی پسند کی لڑکی سے شادی کر لیں۔

سمن نے سراسر اس کی لٹی کر دی، وہ چلا آیا، تن تنگ لڑکی لڑکی نے ہمارا لڑکیس کیا تھا۔

"بہت اچھا ہے، خود پر۔" تپ نے مقابلہ کرنے والے انداز میں بولا۔

"کیا نہیں ہوتا چلیے۔" اس کی بے نیازی کا تپ نے جواب دیا۔

"میں بھی کم نہیں ہوں۔"

"مگر میں کیا آپ کم ہوں یا زیادہ ہیں تو آپ سے محبت نہیں ہے۔" سمن نے شل لڑا چکا ہے۔

"مگر اگر میں نہیں خود سے محبت کرنے پر مجبور

اس کی کمر بکھر گئے، اشعر شعل کا جہاں کہا کیے اسے دیکھ رہا تھا اور خود کو گئی بھر کے گالیاں دے رہا تھا، سمن نے بیڈ سے نکلیہ اٹھنا اور محدود کر لیت گئی، چند منٹ بعد وہ سوئی، پر اشعر ساری رات نہ سو سکا بار بار کہو میں بدلتا نرم ہو گا اور ستر کا شعل کی طرح چھو رہا تھا، لگا جیسی ہوئی سمن پر تنک جالی لور واپس پٹنگ کرتے سے انکار کر دیتی، وہ خود بے ہوش پڑی ہوئی تھی اور اس کے ہوش اڑا رہی تھی، خود ہی لور ہڑلے سے جھٹک رہا تھا۔

"جھٹکتے ہی تپ نہ جلتے کس جرم کی سزا ملی ہے؟" مجھے کیا خبر تھی یہ وہی ہے جسے میں نے یاد کیا تھا اور خوابوں میں دیکھا ہے۔"

تپ تو یہی چاہ رہا تھا کہ ابھی اس سے معافی مانگ لے پر دماغ نے نوک دیا، وہ کیا کہے گی کیا کنزور ہو ہے اپنا حد تک بھانہ سکا لے جسے برقاؤ نہ رکھ سکا کہ لگا تھا ایسی مڑا گئی کا خود کو ملامت کر رہا تھا۔

~~*

سمن نے مائیکریشن اور دیگر تپ مرز طر سے گزرنے کے بعد کالج میں داخلہ لے لیا تھا، تھوڑا سا کامز شروع ہو چکی تھیں، سلیڈ پوٹیارم پختہ نہ تیار کھڑی تھی، اشعر کمرے میں پتہ لپٹنے گیا تھا، صبر سے دیر سے وہ ہاتھ میں برش پھیر رہی تھی، اشعر ڈاڑھا تھا، ہی جیس الٹ پٹ کر رہا تھا۔

"بات سنیں تپ شادی کب کریں گے؟" ہم نے آپ سے وعدہ کیا تھا، ان کہ جب تک ہمارا رزلٹ نکٹ نہ ہو، آپ صبر کریں اب تو ہمارا داخلہ بھی ہو چکا ہے، آپ دلی جان سے بات کریں۔"

سمن نے مصروف سی نظر گھڑی پر ڈالی اور اسے یاد دلا دیا۔

رزلت کر بات ہوئی۔ اشعر کا اچھا خاصا سوڈا تھا ہو گیا تھا، وہ اسے حیران پریشان چھوڑ کر آیا۔

اشعر کمرے میں آئے، میرا کیے رہا تھا ابھی ساڑھے نو بجے ہیں، تو گئے تھے، انڈیا لٹ گیا تھا، تپ دماغ میں

تپک چھری ہوئی تھی، لپٹ تو آ نہیں رہی تھی، تو کسی حد تک

آکھیں بند کیے ہوئے تھے، سمن کی سوجھن کا سلسلہ لڑنا

کر دیں تو یہ اشعر نے اتر کر اس کی آنکھوں میں
جھانکا۔

”ہم مجبور ہو کر کوئی کام نہیں کر سکتے“ وہ لاہوری
سے چوٹیاں کو پھینڈ رہی تھی۔

”شکر مجھے تو پند آجائے حاصل کر کے رہتا
ہوں۔“ اشعر نے اسے اپنے ارادوں سے آگاہ کیا۔

”کیا آپ حد تک شکر ہیں؟“ وہ بھی تیرا سے کہہ
رہی تھی اس پر گھڑوں پال رہا تھا۔

”ہم تو شکر میں تم سے محبت کر کے لے لے رہے ہیں۔“
اس نے بھی جواب دیا۔

”مگر“ وہ مجذبہ میں تھی۔
”ہم آپ سے محبت نہیں کرتے“ آپ ہمیں

سوچتے ہیں، لہذا پورے شکر کہ لعل آپ کے حق میں
ہو گا جس آپ ہمیں سلسلہ دیں۔“ ہنس کر۔

”مجھے مشکل تو ہوگی، خیر جہاں لکھا مبرا کیا ہے اور
اسی ویسے میری حدود کا نہیں تو کر دے۔“

وہ شرارت سے اسے دیکھ رہا تھا۔
”ہمیں پتا نہیں۔“ وہ بے بسی سے بولی، اشعر

لہجہ میں بھی نہ کر سکتا تھا اس لیے وہ شیرینی ہو گئی تھی
دن بدن وہ اس کے لیے آناکشی بنتی جا رہی تھی کہ

پھر اسے پورے شکر کا اختیار کھودے گا اور شکر کی
آنکھوں میں گر جائے گا، اپنے ہی الفاظ اس کا منہ

چراغے لگے تھے وہ اسے زیادہ اس کا خیال رکھتا تھا
بہم وقت وہ جو اداسی میں گھری رہتی تھی اسے باہر

نکلنے کی کوشش کرتا تھا۔
+ + +

”کہتے ہی دیکھتے سالہ تین سال کا عرصہ بیت گیا“
اس دوران کئی ملکوں کی خاک چھان دکھائی گئی تھیں

اس سفر میں گراؤں، گڑبڑ، کسی کا بھی امیر نہ ہوسکا“
صوفیہ آزاہیلا یعنی گھوڑیاں میری بھینٹ اور وہ

جائے تھی حسینوں نے سوائے اس کی لوہاس
آنکھوں کا بھیر جانے کوشش کی تھی پر اس نے سب

کا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔
”کچھ بول نہ دے“ اس پر کہ تھا جب اسے غازی کا

خلفہ اس نے بھی کی تھی، کادو تاک انداز میں نقشہ
کھینچا تھا۔

کھینچا تھا، اشعر نے فوراً ”واپسی کی تیاری کی۔ ایک
روشن نور اعلیٰ کے ہوا کشتی میں موجود تھا، غلطی تکم
کئی ذرا اسے سینے سے لگائے رہیں، زبرد صاحب کے
چہرے پر بھی خوشی تھی، ”اچھے عرصہ میں سب کی
شادیوں ہو چکی تھیں، کتواہل میں سہلی اور غازی ہی
بچے تھے، غازی باب لونور شی کا استوائت تھا، سہلی کی
منجھلی علی سے ملے پانچ تھی، لیکن باہر اس کی شادی
منوچ تھی۔

”کہتے ہی دیکھتے تین ماہ رنگا کر اڑ گئے، سہلی اور علی کی
شادی کے کارڈ پہنچے تھے، ”اچھے“ بھی بچے کے سے

لے شہر اور بچے کے چہرہ اگلی تھی، گھر گھر میں سنگد
ہوا تھا، وہ شور سے بچنے کے لیے اپنے کمرے میں آ گیا،

”ابن و لوہر اور کر کے کے لیے اس نے بیک شیفٹ
سے دیکھے بغیر کتاب انھوں اور اسے غلامین آرائی،

اسے فرسٹ ایر پلے سنے پر ہی اس دشمن جہاں کا نام
تلی رو شلی سے جھگڑا تھا، مل نہ چاہنے کے باوجود

وہی گروالی کرنے لگا، وہ جان نہیں پاتا تھا کہ ایسا کیوں
کر رہا ہے، ”اچانک ایک لڑائی اس کی گود میں آگرا

چس سے مجبور ہو کر گھوڑوں جوں جوں پر ہوتا گیا اس
کے چہرے کا رنگ بدلتا ہے، ”اچانک دروازے پر دھک

ہوئی وہ سنبھل نہیں پاتا تھا، کچھ سوچتے ہوئے دوبارہ
کھولا سانس کی کڑی تھیں، جو بہت مصروف نظر

تھیں تھیں۔
”چلو چٹا میرے ساتھ ذرا ایڈکٹ علی رضا کی

طرف جانا ہے، ہمیں شادی کا رجوع نامہ بھی جانا ہے،
لوڑ گئے ان سے کام بھی ہے، چند دن پہلے ہی امریکا

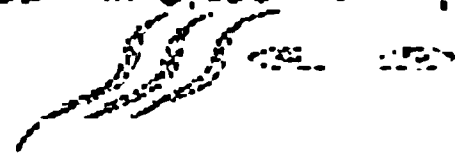
آئے ہیں۔“ وہ اسے آگاہ کر رہی تھیں۔
”چلو میرے“ ”نہ نہ چاہنے کے باوجود تیار تھا“

”ابن خط کے مندرجات میں پچھتا ہوا تھا، ”اسی کش
کش میں علی رضا کے گھر پہنچے، علی رضا ان کے

خاموشی دیکھ کر تھے، اس کے اٹنی چلنے سے کچھ عرصہ
پہلے وہ امریکا لپٹے ہوئے تھے، پس چلنے گئے تھے وہاں

وہاں علی رضا کشتی آئے تھے وہاں سے پوت پانا
سے ملے۔

”اشعر بیٹے میرے پاس تمہاری ایک لڑائی ہے۔“



دہرا بہن نے وصیت کی تھی کہ میں اس وقت تمہیں
 ملاں جب تم صاحبِ اولاد ہو چکے ہو میرا خیال ہے کہ
 اس وقت تک ہے اس لئے میں تجھے یہ پڑھتا تو یاد دہی
 نہیں دلاؤ اشعر کہتے تھے ہیں کہ ہمارے
 علی رضا کی بیوی نے اسے چکرا دیا تھا یہی تھا کہیں
 نہ کہیں گزری ضرور تھی علی رضا نے پھوٹا ہوا خاک
 لافانہ اس کی طرف بڑھایا اس نے مل کی طرف دیکھا
 اور لافانہ چل لیا سب سے پہلے اس کے ہاتھ جو چتر
 لگی وہ ایک خط تھا یہ تحریرِ براقدر کی تھی اور ان کے
 مرنے سے پہلے کی باتیں اس پر دست تھی۔
 اشعر میرے بیٹا

مجھے اپنی زندگی کا مجھ سے نہیں سے نہ جانے کب
 بلاوا تجھ سے مجھے سن کی بھی فکر ہے کہ اس کا کیا ہے
 گا وہ دستِ برعل لڑکی ہے میں اس سے بھی زیادہ مل
 ہوں کہ کسی کو اپنی زبان سے حقیقت جاننے کی جرأت
 نہیں کر سکتی اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ خط
 میرے مرنے کے بعد تمہیں اس وقت دیا جائے جب
 تم باپ بن چکے ہو زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر تمہیں
 اس کا سامنا کرنا ہی تھا تو یوں ہی سی۔

میں جانتی ہوں کہ میری گھٹی ہے مجھے سب کو
 صورتِ حل بنا کر اٹھو میں کچھ چاہیے تھا پر میں ایسا
 نہ کر سکی اس لئے تم سے پہلے شہوار جنگ سے نکاح
 ہو چکا ہے پر بیشکل یہ نکاح ایک سال پر قرار ہو سکا
 رخصتی سے پہلے ہی یہ رشتہ ٹوٹ گیا شہوار نے اس سے
 اسکو مل گئے جاتے دیکھا تھا بچے باپ کا چٹا تھا
 زمینوں جاوید اہل کا مالک اور حسن پرست دل آرا
 نے چھوٹ چھوٹا رشتہ قتل کر لیا میں اس کے گھروالے
 مل کر رسم کر گئے اور شہوار کی خدیجہ نکاح کر دیا گیا
 ابھی ایک مہینہ بھی نہ گزرا تھا کہ اس نے رخصتی کی
 خدیجہ کو دے دیا اس کو اپنے ساتھ گھونٹے بھر لے کے گئے
 مجبور کرنے لگا مل کر آپر اسے خود قتل کی عورت تھیں
 یہ بے حیائی انہیں نہیں بھائی پھر سن بہت کم عمر
 تھی پھر شہوار کا انتقال ہوا تھا پھر وہ برس کی بھولی
 بھولی لڑکی کی تھی جتنی بھی تھی کہنے کے حق میں نہ
 تھیں پھر اس پاس کے لوگ شہوار کے بارے میں

الٹی نیدھی باتیں کہتے تھے انہوں نے شہوار کو کہہ
 دیا کہ اٹھو اس کی ہونے سے قتل وہ سن کو رخصت
 نہیں کریں گی بس اس خدیجہ میں اگر شہوار نے سن کو
 طلاق دے دی اور بہت جلد ایک خدیجہ مل گئی ہے
 شادی بھی کر لی تھیں بلکہ وہ مل آرا کے گھر گیا اور کہا
 کہ میں نے سن کو طلاق نہیں دی ہے ملاں کہہ
 اسے طلاق دے چکا ہے "خبر آئے" بے شک نہ دی اور
 زبان سے وہ تین بار طلاق دے چکا تھا مگر وہ انہیں
 روز دھمکیاں دیتا کہ سن میری بیوی ہے میں نے
 اسے طلاق نہیں دی ہے اگر آپ کو رٹ میں جانا
 چاہیں تو شوق سے جائیں کوئی گولہ نہیں ہے بعد اس
 میرے حق میں ہی فیصلہ دے گی۔

لگے کا قصہ ہم جانتے ہو مل آرا نے مجھے ایذا پہنچا
 لیا وہ تین سال پیش پریشان تھیں شہوار نے کہا تھا کہ وہ
 دوستی سن کو انھوں نے گا اگر مل آرا نہ مانی میں
 نے سوچ لیا کہ میں سن کو پاکستان لے جاؤں گی یہ
 لڑکی مجھے بہت بھائی میں نے فیصلہ کر لیا کہ اس کی
 شادی شہوار سے ساتھ ہی کر دی گی اور تمہارے میرے
 ملاں کا بھرم رکھا تمہارے پاس میں جب بچوں کی دیکھ
 پڑ جائے گی تو تم آرام سے سوچ سکو گے تم لوگوں کے
 ساتھ میری جائیداد میں سن بھی حصہ دار ہے اگر میں
 نے تمہارے ساتھ کوئی لڑائی کی ہو تو معاف کرنا اور
 سن کو کوئی دکھ نہ ملے۔

اس کے بعد خط اشعر سے برعکس آیا اس کے
 ہاتھ سے چھوٹ گیا "عظمیٰ بیگم نے گرا ہوا خط اٹھا کر
 پڑھنا شروع کر دیا اور جو حال اشعر کا ہوا وہی ان کا بھی
 ہوا۔

علی رضا جان گئے تھے کہ شہوار نے لڑکی اور خدیجہ کی
 آگ میں جلتا ہوا سن تک پہنچ گیا ہو گا دہرا بیگم نے
 خود تمام داستان انہیں سنا کر بعد رازدار کا رد چاہا تھا
 اور یہ بھی کہا تھا کہ سن کی اس کے مفادات کی ہر میل
 میں حفاظت کرنا ہے ہمیں ان سے بھولی ہو گئی تھی
 اگر وہ انگلی نہ نہ جائے تو شاید یہ دلخراش واقعہ پیش نہ
 آتا۔

عظمیٰ بیگم نے ہر بات انہیں بتادی وہ تیری سوچ

تھی یہاں سے جانے ہی سب سے پہلے اس کی باتیں
 قلعے سے جھڑپ ہوئیں اور سب سے پہلے اس کی باتیں
 معذور ہو چکا ہے۔ تیز صاحب نے تھوڑے نصرت انداز
 میں قمار سے ملے اور سب اپنی اپنی پولیاں پھیل رہی
 تھیں وہ گاڑی کی چابی لے کر نکلتا تھا "آج انکشاف
 انکشاف ہوئے تھے اس کی بے بسی تھی جو ثابت ہو چکی
 تھی "مطلی رضا نکلتے آئے تھے، ملے پایا تھا کہ وہ
 گاڑی اور اشعر جائیں گے وہ جاتا تو نہیں چلا رہا تھا
 ایک شرمندگی سی تھی خوف تھا جانے اس کا سامنا
 کر کے گاڑی نہیں اسی شش و پنج میں وہ ملے اس پر پورے
 سے اپنا پرکھا۔

میں شہر تم چلو میں اور عازنی ہذا ایک ضروری کام سے جا رہے ہیں رات کو ملاقات ہو جائے۔ ہم لوگ سنے میڈریس اسے کھلا اور پاس سے گزرتی ٹیکسی کو روک کر عازنی سمیت بیٹھ گئے۔

محبوب نہیں لوہری رہتا ہے گاؤں کی لیا انکار کا
 نتیجہ سمجھتی ہوگی کہ میں نے ہمارے عشق میں پاگل ہو کر
 نہیں لایا ہوں تو ایسا کئی بات نہیں ہے آستہ ظن
 تم ایک مومن پناہ میں رہی ہو، کئی بار بھری
 سرگوشیاں اور واردا تم کی ہوں گی مجھے کئی دیکھا
 نہیں ہے تم سے اور یہ طلاق نامہ بھی، عشق قاتل
 نہیں پتھر کے، میں نے اپنی رائے سے بھی
 مشورہ کیا تھا "یا ہر جا کا تھا" بلال گھر سے
 شادی کرنے کے بعد بھی بھوس کا لایا شہیار کے گل
 سے نہ نکلا تھا کہ کھلی پکڑی تو ہے پر ہاتھوں پر رنگ
 چھوڑے بغیر وہ آؤنی ہے اس لیے وہ کہتا تھا کہ میں
 نے تو سمن کو طلاق دی تھی نہیں ہے، بیرون ملک تو
 اس نے تحریری طلاق بھی دے دی تھی، سمن کی
 شادی کا سن کر اس کے بچنے پر سب بوٹ گئے تھے،
 حسد کا دارا شخص خاندانی جائیداد کو چاہیوں میں لانا
 چکا تھا سب سمن کی جائیداد پر اس کی نظر تھی وہ ایک
 خیر سے بد فکر کرنا چاہتا تھا۔

مائل گمراہوں کی وجہ سے مر مٹی مٹی ہو گئی
خامسے ہر لٹ حیدر خانہ لٹا کی ٹوٹی مٹی ہو گئی

میں باورے ہوئے تھے اچانک لندن کی محنتی بی بی مل رخصتا نے سوچی نظروں سے ہون کی طرف دکھا اور اٹھایا پھر چپ چپ اشعر کی طرف پھسایا وہ تو جیسے رازوں کی لکڑی بنا ہوا تھا۔

تجارت ایک جملہ کہ کر فائدہ نہ کرنا۔

تجھے سمن کی جائیدادوں کے کاغذات بھی ملے ہوئے
ہیں۔ کچھ خود لکھا ہوا تھا کہ کنی ہیں جن کے لیے
تجھے اٹھایا جاتا ہے گا کیونکہ ہر حال ان کی قاعدی
حیثیت ہے اگر آپ کہیں تو میں سمن کے معاملے
میں آپ کی مدد بھی کرے گا تاہم ہوں بشرطیکہ وہ خودی
محض اپنی خود بخود سے پہلی رضا کے تحت میں گمرا
دکھتا۔

نہ چلنے عظمیٰ عظیم اور علی رضا کے درمیان کیا کیا
 مذاکرات ہوئے اسے ایک حرف بھی سمجھ میں نہیں
 آیا ان ہی سوچوں کے درمیان بھٹکا ہوا گھر پہنچا سب
 جیسے من کا گھر کو رہتے ایک سال پہلے ہی بنی ہوئی
 گھر۔

”میں شعر پڑھا ایک ضروری بات کہنا ہے، تم نے“
 لید صاحب کو لفظ ہی نہیں مل رہے تھے کہ وہ کیسے
 بات شروع کریں۔

”ڈیلی کی کہیں۔“ وہ جھکے جھکے انداز میں ان کے
 قریب پہنچ گیا، سب کے چوں پر جیسے کوئی کہانی کہیں
 ہوئی تھی۔

تو صاحب تم علی رضا کی طرف مٹنے ہوئے تھے، تو
اندھا سے شہزادہ کو ایک کانٹن آیا تھا وہ بہت شرمندہ
ہے، تم سے ملالی بھی نہیں مانگ سکتا، کیونکہ خانج
مگر نے اس کی قوت گویا تو بھی متاثر ہوئی ہے اور
— لہذا یہ کہ بھن لپٹے پرانے لہریں ہے جیسے یہاں
ہے کی محسوس ہی ہے۔

لائیے سے اس کے خطاب کہ بھی کیا کرتے تھے۔

”تو میری بھی کہ شہسوار صرف اور صرف اپنا بولا
لینے کے لیے لایا تھا کہ اسے اپنی ہاستہ سے بچنے
کا وہ تھا اور شہسوار سے بچنے کے لیے اس نے سمن کو
چھوڑا تھا کیونکہ وہ شہسوار سے انتقام لینے والا

سے نکلے کر اس سے شاہی کی بھی قدرت کو اور
 ہی منظور تھا، شہسوار کی ٹانگیں قلع سے بیکار ہو گئیں،
 آہستہ آہستہ سارا جسم ہی مفلوج ہو گیا اس دور لٹن
 ایک بیٹے کا باپ بھی بین چکا تھا، شہسوار نے رد و کر
 سن سے معافی مانگی تھی اس کی سمجھ میں نہیں کہا
 تھا کہ قدرت کے اس بندے کو بے روغ کیا ہے۔
 لیٹا ہوا جان سے شہسوار کی مشرقی صورت کی مانند
 خدمت کر رہی تھی اس نے اندھا کے ہر پے بڑا کفر
 سے اس کا علاج کروایا تھے سارے ڈھائی سال کے
 ہوتے ہی اس نے شہسوار کے علاج کے لیے ہون ملک
 جانے کے لیے تیار ہوا شروع کر دیں، لیٹا نے
 رو رہی اس امر کا بھجوا دی تھیں، جانے سے پہلے شہسوار
 اشعر کو تمام صورت حال چا کر معافی مانگنا چاہتا تھا اس
 لیے اس نے لیٹا سے کہہ کر ایک کشتی خرید کر لیا، وہ جاتا
 تھا اس میں بہت غریب لڑکی ہے خود بھی خون کرے گی نہ
 جانے کی، تب ہی خود اس نے لیٹا سے کہا کہ وہ اس کام
 کو اپنے خیال تک پہنچے۔

کشتی اپنی حویلی آئی تھی اس کی وہابی کا شہسوار
 کریم اور چچا (خاندانے ملازم) بھی لوٹ آئے تھے،
 زعمی تو بسر کرتی ہی تھی، ٹانگیں سالی بھی ضائع ہو چکا
 تھا اس نے لی اے کا احتیاج برائے وقت وہ ان ہی
 دونوں اس کے ساتھ والے گھر میں ٹرائس میں مقیم
 ایک چیل آئی، انہوں نے یہ گھر خرید لیا تھا، صحن کے
 ساتھ ان کی اچھی خاصی دوستی ہو گئی تھی، محکمیت اور
 اساء وہ لڑکی تھیں، لور وہ لڑکا پانچ بہن وقت اس کے
 گھر گزارتی تھیں، اسد اکل بدر اس میں اپنے ایک
 عزیز دوست کی بیٹی کی شادی میں بھگہ سکی، چچم لور
 عفت سمجھے ہوئے تھے، چونکہ اساء کے لیے کٹڑ
 کے احتیاج نہ دیکھ تھے وہ نہیں گئی، لور صحن کے پاس
 رک گئی رات بھی وہ لور ہی گئی، وہ صحن کی زندگی
 کے اس گھر تک پہنچے، والف ہو چکی تھی، کئی بار
 اس نے مشورہ دیا کہ اشعر سے رابطہ کر، پر اس کی
 غریب و غفلت نے یہ گوارا نہ کیا۔

پھر وہ شہسوار کو آنا چاہتا تھا اس کی چاہش کے شرع
 اند کو پہنچی، شہسوار میں چاہش بھرے طرے بھی یاد آتے

تھے، نکاح کے فوراً بعد اس کے خون سے وہ حوصلہ
 چھوڑ بیٹھی تھی، اسے لگا تھا کہ وہ بھی شہسوار کی طرح
 اسے چھوڑ دے گا، بعد کے حالات نے ثابت کر دیا کہ
 وہ اسے چاہنے لگا ہے، صحن نے ہر طرح سے اس کا
 احتیاج لیا تھا، اور جب وہ اس سے احتیاج میں کامیاب
 قرار دیتے تھے تو سارا کھیل ہی ہو گیا تھا اس مسئلہ
 نے کسی بات کا بھی باہر نہ کیا تھا۔

وہ نما کر لان میں آئی، لور پہلے صحن کے زینہ پر گئی، اس
 کا پسینہ حصہ تھا، اساء اندر بھی گیت کی نقل کی، اس
 نے نظر انداز کر دیا، لور سرے لٹھیل میں ڈھیل بنی
 رہی، چچا لور کریم کی نظر نہیں آ رہے تھے، اساء بھی
 اندر سے نکل لور اسے چورے ہوئے گیت بھول کر
 چھانکا، پھر ایک انجی مکر حواسطہ پر پھیل گئی، غنیمت
 تھی کہ فوراً اسماثر ہو گئی۔

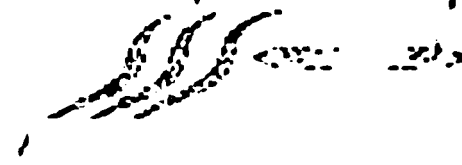
صحن صاحبہ نہیں رہتی ہیں؟ اس نے شاہنگی
 سے پوچھا۔

گئی ہیں، تپا بند رکھیے۔
 اساء نے ہٹ کر اسے جگہ دی، لور خود صحن کی
 طرف۔

تیار ہا پر ایک ہلکا سا شہسوار تھوڑے سے ملے آیا ہے،
 جہ مت آئے، ہمیں، شہسوار ویم بلینڈ اور تمام گورڈ
 سے ملتی جاتی قدر لٹھیلوں سے بھی لوٹا اور ہاتھوں کا
 لٹا کر۔

ہیں۔ بس ایک تو میں تم سے ٹکے ہوں، بہت
 ہلکا ہوا کے اشارے تمہارے ذہن میں گردش کرتے
 رہتے ہیں۔ صحن نے ہاتھ اٹھا کر اس کی ہاتھی زبان کو
 دھکا۔

مگر کتنا زبردست ہذا مجھ سے ملنے آتا تو میں ہتا
 نہیں کیا کیا کر رہتی۔ اساء پر جوش انداز میں اڑتوں
 پر حوی لور اسے اپنے پیچھے دیکھ کر شرمندگی سے
 ساکت ہو گئی، ساکت تو صحن بھی ہو گئی تھی، اساء
 لوراد کی لور صحن کی کچھلیت دیکھ جا رہی تھی، اس
 شہسوار سے صحن کی آنکھوں میں اچانک ہزاردیں
 دے چھوٹا لے گئے تھے، جبکہ صحن مکر عرات دیکھے
 جا رہی تھی، اچانک اس کا ساکت وجود، وہ غنیمت



اندر اس کی طرف بڑی لور دلوں ہاتھوں سے
اس کا گریہ بڑا کر بیٹھ دینے لگی۔

کیا کہنے آئے ہو اب یہاں ظالم انسان کیا میری
بے گناہی کا ثبوت بنا رہا ہے۔ وہ میری طرح چار دی
تھی، اسام کو سخت شرمندگی ہوئی اس نے شطرنج والہ
نی سمن کو چھو کر چاہا اس کے ہاتھ بھی نہ ٹھک گئی۔
جنگل جلا ہلے گھر سے تکیہ دل کل پو۔ وہ میری
طرح اشعر کو لہجہ رہی تھی اس کے سینے پر کے پر سا
رہی تھی ہاتھوں سے خراشیں ڈال رہی تھی اشعر
کے گریہ کے تمام جن لوٹ چکے تھے جیسے اور
باندوں سے خون رستے لگا تھا، اسام کو بڑی حیرت ہوئی
وہ لبا تر لگا لہو ان سمن جیسی ٹاک لڑکی سے پار رہا
تھا اس نے ایک بار بھی سمن کا ہاتھ روکنے کی کوشش
نہ کی کہ خود ہی جب تھی تو ہوتے ہوئے اندر
بھاگ گئی۔ اسام کی نظریں مارے شرمندگی کے اٹھ
ہی نہیں رہی تھیں۔

آئی ایم سوری بتا نہیں اسے کیا ہوتا ہے بہر حال
کپ ہلہ میں ڈیڑی کے کپڑے لائی ہوں۔ وہ
دروارہ بھانگ کر بد سہی طرف اتر گئی چند جتنا بد وہ
دروارہ سامنے تھی ہاتھوں میں تین چار شرش اور
سوٹ اٹھائے۔

تھیں کس سوچا ویسے یہ شرٹ میں سنبھل کر
رکھوں گا پیش مار بھی ہے۔ اشعر مسکرا رہا تھا۔ وہ
کوہیتہ دزدی کی حیرانی ہوئی۔

ابھی اشعر ہوں سمن کا شوہر۔ اس کی حیرانی دور
ہوئی تھی۔

رولت علی رضا اور عاری بھی آگئے سمن بدلوں سے
اس سے وہ سلوک ہرگز نہیں کیا، ہوا اشعر کے ساتھ لیا
تھا کن بدلوں نے نہ جانے اسے کیا کہا تھا کہ نہ جانے پر
راضی ہو گئی تھی۔

سب نے کھیل دیل سے اسے خوش آمدید کہا اپنی
غلامی کی صفائی مانگی، سنی لور علی کے شادی کے
کارڈ نامہ سب کر گئے تھے وہی بنگامہ لور شور تھا اب
اشعر کو یہ شائبہ اچھا لگ رہا تھا ساری آلتا ہٹ بھاگ
اس کی ہونک نکلتا وہاں دوسرے شہول سے تمام عزیز

دشتر وار پہنچ چکے تھے، سمن سنی کے کمرے میں برا
جلان تھی، سب سے کئی تھی اس کا لہجہ بدی تھا، گھر
میں اتنے سمنان جمع تھے کہ اشعر نے کے پرانے
دھوڑنا لور نامہ ہو جانا گورہ اتنی بیڑ ہو رہی تھی کہ
پہلے دلی سمن گئی ہی نہ تھی، الودہ ہلق سب کے ساتھ
اس کا دیہہ اچھا تھا ایک دیہہ پر عتاب تھا۔

آج سنا کی مندی آئی تھی شام سے پہلے ہی
ہوئی تھی، کسی طرح تیار ہواں ختم ہونے میں ہی نہ آ
رہی تھیں، سمن آگیا اسٹینڈر کمری سب کے کپڑے
پرہیں کر رہی تھی۔

مہمانی تھماری ندی، لیو لائوں دلی ملتی کہاں
ہے؟ اتنی ہی اس سے پوچھ رہا تھا۔

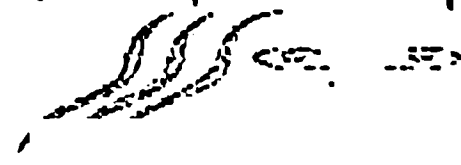
جیسی داڑی دس میں بدلوں میں سے کپڑے
دیکھو نہیں ہو کے آگئے ہیں کہ نہیں۔ اشعر بھی اوجھر
ہی تھا سمن تھوڑی کر کرت میں تھی۔

مہمانی، مہمانی یہ تھماری شرٹ کا کیا حال ہو رہا
ہے، کیا کسی سے لڑائی ہو گئی ہے؟ عاری با حق اس کی
وقن شرٹ اٹھائے آگیا، جس پر کس کس آگے کی
لڑل۔ خون۔ کندھ سے ہونے لگی تھی۔

لڑائی ہی ہوئی۔ تھلور لب سلب بھی لیا ہے
ایٹ۔ اشعر سمن سمن کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا وہ
تاخسوس باند اس میں شوڑ لگی۔

تھیں سب ہی اس کا گریز محسوس کر رہے تھے،
حظ کی پیٹھ کو تو سولی سے پٹا چلا تھا کہ وہ رات کو سولی بھی
اس کے کمرے میں ہے، وہ کئی کی یہ لڑا اشعر کے لیے
جان لو اٹھی۔

سمن تیار ہو کر اپنی دھن میں موسم بہار کا تھا
اٹھائے لہو کا دیہہ سنبھلاتی میڑھیوں سے اتر رہی
تھی، اشعر لور جا رہا تھا وہ تیزی سے میڑھیاں چڑھ رہا
تھا اس تیزی میں اس نے سمن کو بھی نہ دیکھا نہ سنی
طرح اس سے گھرانی موسم بہار اور مندی کا تھا
خچہ جا کر، سنبھلنے کی کوشش میں سمن کا پاؤں رپٹ
گیا، وہاں سے انگلیش کے وہ میڑھیوں پر پڑ گئی۔
چلو لور میں کوئی دھکا آگیا ہوں۔ اشعر اسے
سارے دینے کو بدھل۔



”ڈونٹ لیجی۔“ تکلیف فراموش کر کے رہنا
 بھول کر رہنا اگر کوئی اور وقت ہو گا تو شعر اسے اس
 بات کا جواب دے گا مگر اس پر طرف لوگ آ جا رہے
 تھے وہ غصے میں لیے لیے لوگ بھر آ رہے تھے۔
 رات کو محفل موسیقی کا پروگرام تھا اس وقت
 پھر اُن میں ہی دھرنے کی بھی جگہ نہ تھی سانسے ہی
 سوتی اور علی کے ساتھ عامرؔ کو شعر اور قابیؔ جیسے
 ہونے لگے تھے لہذا اسے دیکھا تو پھر جیسی طور سولی کے
 ساتھ اس کی جگہ پہلی جگہ پر آئی اسے جیسے ہوئے
 کچھ دیر ہوئی تھی کہ اس کے دائیں سر پہ شہید ہند
 شروع ہو گیا ”تکلیف کی شدت سے آنکھوں میں
 آنسو بھر آئے لہذا فوراً مستوجہ ہوئی۔“

”آپ! ہمارے سر میں شہید ہند ہو گیا ہے ہم سے
 برداشت نہیں ہو رہا ہے۔“ جیسی شہید ہو گیا۔
 ”شعر سمین کے پاؤں میں دھند ہوا ہے اب اسے اندر
 لے جاؤ اور فوراً ڈاکٹر ٹانڈ کو فون کرو۔“ لہذا اس کا ہانڈ
 پکڑ کر کھڑی ہو گئی اور اشعر کی طرف بڑھا یا اس نے
 سمین کو اپنے منہ جھالوں کا سارا چاٹا لگوئی اور وقت
 ہوتا تو وہ ہرگز یہ سارا قبل نہ کرتی پر اس دوسرے
 سب کچھ بھلا بیٹا ہوا تھا شعر نے فوراً سمین کا ہاتھ پکڑ لیا
 کیا اور اسے جلدی کرنے کی تاکید کی ”سمین با اطمینان
 چکھاں لے کر دو رہی تھی۔“

”کیا نرہ دھند ہو رہا ہے۔“ شعر نے پوچھا وہ نظر
 انداز کے روئے میں مصروف رہی وہ بیٹہ پر اس کے
 پاس بیٹھ گیا۔

”اتنی ہڈاؤ پاؤں دیکھو۔“ سمین نے مصحوب
 پاؤں کو تختے سے پکڑا ہوا تھا شعر نے اس کا ہاتھ ہٹایا
 عقید اور کللی استخراج لیے خوبصورت مرمریں پاؤں
 پر رکھا ہر کوئی شہن نہ تھا ڈاکٹر ٹانڈ نے کوئی مرہم لگا دیا
 کللی اور گولیاں دے کر فوراً پانی سے لگنے کے لیے کہا
 اور رخصت ہو گئے چند منٹ بعد اسے واقعی سکون
 آیا ”اشعر پر نظر پڑی تو سب یاد آ گیا وہ اس کے بیٹے
 کو نہیں سمجھتی کہ اس نے ہاتھ کیسے کیے۔“

”خدا کا نام کہہ کر درد شمع سے دھو جائے گا۔“ ہمیں کاراواہ
 چلا جتے ہی جلی کی جڑی سے اس کی طرف تپا تھا۔

فوراؔ ہے ہوئی اشعر کے لیوں پر شرابی مسکرا رہا
 آئی ہو غور سے اسے دیکھنے لگا ”میں دن شربت اور نشو
 کے چوڑی دایا جاے میں بلبلوں سے دے دے کھجورے
 کھجورے حلیمے میں دے دے دے دے دے دے دے دے دے دے
 بچتی اس کی وارفتہ اور گرم نگاہوں کو محسوس کر رہی
 تھی ”خدا! خواہ وہ چوڑیوں سے کھیلنے لگی چند منٹ بعد
 نظریں اٹھائیں کہ شاید وہ اسے نہ دیکھ رہا ہو۔“

ناصر پبلیکیشنز کی جانب سے

ڈاکٹر بشیر بدیع کی دیکھا ہوا کے ٹکٹیں
 ایڈیشن شائع ہو گئے ہیں۔

• کوئی شام گھر بھی رہا کرو

خوبصورت غزلوں کا انتخاب

قیمت صرف ۱۰۰/- روپے

• کتابت لیشنیر پبزر

ٹریکس ایڈیشن

قیمت 350/- روپے

تختے میں دیکھنے کے لیے تصویر تیار ہیں

آج ہی اپنے ایک اسٹال سے طلب فرمائیں

ڈاک سے منگوانے کے لیے سنی آرڈر ارسال

کریں۔

ڈاک خرچ اندر پیننگ فری۔

مولی ڈسٹری بیوٹر

مکتبہ عمران ڈاٹ کام

۳۷۔ اردو بازار کراچی

سٹی ہائوس کے لئے ڈیڑھ رات اس کی شرح بکلی ہوئی
 وارنڈ لگا ہوں نے اسے بولکھا اور ساری مشینوں کی نور
 ختی بھائی بن کر اڑھی غازی کے ہاوس پر دھیرا لیا تو
 اس نے سکون کا سانس لیا۔

سٹی رخصت ہو کر علی کے گھر علی کی بیوی سے
 سمن نے اپنی واپسی کا اعلان کر کے سب و حیرت میں
 ڈال دیا۔ سب اسے دیکھنے کی بھرپور کوشش کر رہے
 تھے۔ عقلی بیگم نے واسطہ دینے تھے۔

”شعر نے اپنے حوسے پر خوشی دیکھی ہے اس
 خوشی کو مت بڑھ کر۔“ وہ گڑبڑائیں دانیائیاں ”زید“
 حارث صاحب سب نے روکا دیا۔ ”لکھا سب نے
 واسطے دیئے غازی کو تو یقیناً ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ جا
 رہی ہے۔“

”بھائی آپ مذاق کر رہی ہیں میں آپ ایسا ظلم
 نہت کر رہی ہوں۔“ وہ گڑبڑایا۔

”کلی مذاق نہیں کر رہے ہیں ہم کو ہمارے اور
 جو ظلم ہوا ہے اس کا حساب کتنا لے گا ہمارا خود سے
 وعدہ تھا کہ ہم ایک بار یہی ضرور آئیں گے اور اپنی
 بے گنتی ثابت کریں گے قدرت نے خود یہ کام کر
 دیا ہے سب ہمارے رکے کا کلی جواز نہیں ہے۔“

”پہلے ہی سے پہلے۔“
 ”بھائی بھائی میرے بچے“ پہلے ہی وہ خود کو دھونکا
 دینے کے لیے دوسرے ٹکڑوں کی خاک چھانٹ رہے
 گی ان کی جدائی میں بھائی ہو گئی تھیں آپ قدرت نے
 کچھ نہیں خوش ہوا ہی ہیں بلکہ ان کا خیال کریں۔“
 ”کلی ایچا سو دی۔“ وہ نہت منہل ہو رہی تھی کل
 وہ خیر ہی تھی موسم ابر کو ہو رہا تھا رات وہ کمرے
 میں تھیں اپنا چھوٹا موٹا سلاٹن بیک کر رہی تھی جب

”ٹھوکر سے روانہ کھولے اس کے سنبھلنے سے پہلے
 شعر پھر آچکا تھا اور روانہ بھی نہ کر چکا تھا۔“

”مجھے ہو ڈر کر جاسکوگی۔“ وہ حیرت سے بولا۔
 ”ہاں۔“ وہ اتنی ہی تیزی سے بولی شعر ہوش سے

بیگنہ ہو گیا۔
 ”میں نے“ ”میں کا تھپڑ سمن کا منہ زلزل کر گیا۔“
 ”کیونکہ“ ”کیونکہ“ ”کیونکہ“ ”کیونکہ“

”کیونکہ“ ”کیونکہ“ ”کیونکہ“ ”کیونکہ“
 ”کیونکہ“ ”کیونکہ“ ”کیونکہ“ ”کیونکہ“
 ”کیونکہ“ ”کیونکہ“ ”کیونکہ“ ”کیونکہ“

”میں پوچھتا ہوں سب جانتی۔“ شعر نے سمن سے
 اسے بیڑہ دھکا دے دیا وہ روئی رہی۔

”ایک صورت میں جاسکتی ہو یہ لو اور مجھے بارود
 میرے جتنے ہی تم یہاں سے نہیں جاسکتیں کبھی
 نہیں۔“ شعر نے داد کھول کر دیو بلور اس کی طرف
 پینکٹا ہوا سی پوزیشن میں گری سسکیاں بنے رہی۔
 ”پنڈو اسے لوڑ فیصلہ کر دیا پار۔“ شعر نے
 روٹی سے دیو بلور چھپائی۔

”آپ آپ انتہائی عالم ہیں۔“ وہ فقط یہی کہہ
 سکی۔

”پلیز میں شعر ہوں۔“ وہ اسی عالم میں تھا ”سمن
 کے ہاتھوں سے دیو بلور ہواٹ کر گائین پر گر پڑا۔“
 ”بھئی ہاتھی بہت تھی۔“ شعر نے سمن سے بولا۔

”ہم کسی چیز کے بچے تک کو نہیں مار سکتے اور
 آپ ہمیں چٹا دے کر ایک جتنے جاتے انسان کو
 مارنے کا کہہ رہے ہیں وہ بھی خود کہ۔“ وہ بیڑے
 اٹھی۔

”خوب نہیں محترمہ آپ نے کہ آپ چیزا کے بچے
 تک کو نہیں مار سکتیں اور دیاں آپ نے اپنے گھر میں
 ایک چھوٹے کے لیے تھکے انسان کا جو مشن لیا تھا اس
 کو شہید کیا سب بگڑتی ہیں۔“ شعر نے شہوت کے
 بہن کھول کر سینہ اور گردن اسے دکھائی جہاں غراشوں
 پر کھڑے ہوا تھا۔

”آپ کو تو بس طو کرنا آتا ہے۔“ شرمندگی میں وہ
 بولی کہہ سکی۔

”ہاں صاحب ہمیں تو بس طو کرنا آتا ہے اور آپ
 کو تو دل جلا کر رکھ کرنا آتا ہے“ ”وہم لگتا آتا ہے“ ”توڑنا
 آتا ہے“ ”بھئی پوچھا مجھ سے کہ شعر تمہارے زخموں کا
 کیا حال ہے جو ہم نے اپنے شاہکار ہاتھوں سے
 لگائے تھے۔“

”اس کے متعلق کمر اشغ نظر میں سے اسے دیکھ
 رہا تھا۔“

”میں ہم سے ملتی ہوئی تھی۔“ وہ دہرای ہو گئی۔
 ”مفلطی کی بھی خوب کئی مفلطی یہ بھی ہو سکتی تھی
 کہ آپ اپنے پیارے پیارے ہاتھوں سے ہمارے
 زخموں کا معائنہ کرتیں“ ”مرہم لگائیں حال احوال

